یہدی اللہ لنورہ من یشاء

حق

حق حق

لوائح جامی

تجلیات دل

مطبع ناجی قاسم پریس میں طبع ہوئی

حیدرآباد دکن ۱۳۳۱ھ

PLEASE DO NOT REMOVE
CARDS OR SLIPS FROM THIS POCKET

UNIVERSITY OF TORONTO LIBRARY

BP 189 J3 1912

Jami
Lavayih-i Jami

BP
189
J3
1-11

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد باری تعالیٰ عز اسمہٗ

حمد اُسکی بشر سے کب ادا ہو　　الحمد اُسیکی جب ثنا ہو
اور نعت رسول کبریا کی　　حق نے خود آپ ہی ادا کی
آل اور اصحاب بھی کہ　　اللہ نے خود درود بھیجے
اُنکے ہیں جو تابعین کامل　　اُنپر بھی سلام حق ہے نازل
حمد و نعت و سلام و صلوٰۃ　　بندوں سے ہو بسکہ از محالات
مومن کو حکم حق ہے آیا　　جب صلّوا علیہ سلموا کا
اس حکم کا امتثال ہے یاں　　ورنہ کسکی مجال ہے یاں
یارب صلے علی محمدؐ　　آل و اصحاب پر بھی بھیجدے

مناجات

بدرگاہ قاضی الحاجات

یارب غفار ہے تو میرا — اور مین ہون گناہ گار تیرا
ہوتا نہ اگر کوئی گنہگار — کہتا پھر کون تجھکو غفار
بندون کے نہ عیب گر چھپاتا — ستار لقب کہان سے پاتا
آدم نے جنان مین جو خطا کی — دنیا اُس کے بدل عطا کی
کی اُسکی خطا سے چشم پوشی — گندم کو دکھا کے جو فروشی
بخشش کرنیکو جب تو آیا — ہم نے تجھے عاصیون مین پایا
بڑھ کر کوئی اس سے کیا سند لے — نیکی پائی بدی کے بدلے
رحمت تری بڑھ گئی غضب سے — بڑھکر ہے یہی امید سب سے

رحمت کا امیدوار ہون مین
تقصیر سے شرمسار ہون مین

ادنے بخشش تری جہان ہے
تجھپر ہے عیان جو کچھ نہان ہے

کس منہ سے کہونکہ مین ہون عاصی
تو مجھکو گنہ سے دے خلاصی

جو بات نہ کہنے کی ہو قابل
مشکل مشکل ہے سخت مشکل

اب تجھسے مرا سوال کیا ہو
اس بات مین قیل و قال کیا ہو

بیحد رہی روسیاہی توبہ
توبہ توبہ الٰہی توبہ

تیرے فرمان بجا نہ لایا
وہ کام کیا جو جی مین آیا

کی یاد خدا نہ ذکر باری
کاٹی یون ہی اپنی عمر ساری

امید دون نے کیا کنارا
جز تیرے نہین کہین سہارا

بد ہون یا نیک ہون تو تیرا
تو ہے پروردگار میرا

جو نیک ہون پاس آئین تیرے
عاصی کس در پہ جائین تیرے

عاصی ترا کس کے پاس جائے
اس شکل سے کسکو منہ دکھائے

تونے لاتقنطوا کہا ہے / بڑھکر امید اس سے کیا ہے
اُدعونی استجب لکم سے / ظاہر ہین نشان تیری کرم کے
بس ایک وسیلہ مین نے پایا / جو سورۂ نور مین ہے آیا
تو نور زمین و آسمان ہے / خود نور وجود ہی جہان ہے
جس نور کی دی ہے تونے تمثیل / اک طاق مین شیشہ کی ہے قندیل
اسمین ہے چراغ اک منور / تابان ہے فلک پہ جیسے اختر
تو اسمین لگی ہوی ہے روشن / زیتون کا پہونچ رہا ہے روغن
وہ نخل مبارک ایسی جا ہے / شرق و غرب اسکی ہی ہوا ہے
روغن اسکا ہے صاف ایسا / بالکل آتش سے ہے اچھوتا
ہرگز نہین اسکو آگ پاتی / خود شعلہ کی ہے وہ زندگانی
جلتا ہے صفا پہ جسکی کافور / پاکیزگی اُسکی نور پر نور
وہ نور سے اپنے جسکو چاہے / سیدھا رستہ اسے بتائے

ہذا دنکو خدانے دی ہے تمثیل — اس نور کی جیسی شمع و قندیل

سب شئی کا علیم وہ خدا ہے — دانا بینا ہے جانتا ہے۔

نا اہل کو راز کا سنانا — اندھے کو چراغ ہے دکھانا

مصباح ہے جان دل ہے قندیل — اور طاقچہ تن ہے اسکی تمثیل

یہہ نور ہی عین ہے شفاعت — ہے ساری جہان پہ چتر رحمت

ہوتا نہ جہان مین نور پیدا — ہوتا نہ ظہور حق ہویدا

وہ نور محمدی جہان ہے — عالم روشن جہان جہان ہے

اس نور نبی ہی کی بدولت — نازل ہوئی انبیاء پہ رحمت

دی آدم کو نجات اسی نے — رکھ لی حوا کی بات اسی نے

یوسف کو قید سے نکالا — موسیٰ کو عدو کے گھر مین پالا

طوفان سے نوح کو بچایا — یوسف کو باپ سے ملایا

سلگی جو خلیل کے لیئے نار — اس نار کو کر دیا ہے گلزار

یونس کو ماہی سے نکالا | برسون جس کے شکم مین پالا
ایوب کو دی نجات غم سے | اور نوح کو بحر کے ستم سے
اس نور کی لیس بھی ہے عادت | ہم عاصیونکی کرے شفاعت
آفت سے ہر ایک کو بچالے | محنت سے ہر ایک کو چھڑالے
بخشش کا خدا سے کام لینا | گرتا ہو کوئی تو تھام لینا
بڑھکر اب اس سے کیا ہو تسکین | دنیا کیسا ہے جب ملے دین
دنیا تن اور دین جان ہے | دونون مین جدائی پھر کہان ہے
امت جسم محمدی ہے | اس جسم کی جان خود نبی ہے
تن جان پہ جان سے فدا ہے | کچھ جان سے تن نہین جدا ہے
اس تن کو ہے جان سے محبت | سو جان سے ہے جانکو تن سے الفت
پوشیدہ نہین ہے تن سے جان ہے | جان پر تن عیان ہے تن پہ رو
دونون اک ایک کے ہین محرم | تن جان سے جان تن سے ہمدم

تکلیف ہی تن کی جانکو سہنا
غم خواری ہین ہم ہے رہنا

امت کو نباہ ہے نبی سے
جیسی ہے نباہ تن کی جی سے

جسوقت نبی جہان سے اُٹھے
محضر لیکر یہان سے اُٹھے

امت کو بچانیکا تھا وعدہ
جنت دلوانیکا تھا وعدہ

محشر مین کہیگا جب یہہ محضر
دُہل جائینگے عاصیونکے دفتر

نفسی نفسی وہان کہینگے
اپنی اپنی مین سب رہینگے

فرمائینگے صاحب شفاعت
جوشش رحمت سی امت امت

بیچارون پہ رحم کہائینگے وہ
ایک ایک کو بخشوائینگے وہ

امت پہ فدا کیئے نواسے
مارے گئے کیسے ہوکے پیاسے

اللہ کی رہ مین ہوکے قربان
کردی امت کی مشکل آسان

زینب نے دی اپنے سر کی چادر
اور نذر کیا سر برادر

سجّادنے کی قبول زنجیر
امت کی رہائی کی تھی تدبیر

پایا جو حرم نے قید خانہ | عاصی امت کا تھا چھڑانا
مشکلین کسو البن بی ہوئین نے | دی ہم کو خلاصی قیدیون نے
جو کچھ کرنا تھا کر گئے وہ | امت کے لئے گذر گئے وہ
سب کچھ تھا نور کی بدولت | امت کے لئے سہی مصیبت
یارب اس نور کی قسم ہے | اور اسکے ظہور کی قسم ہے
اس نور محمدی کا صدقہ | پیاری آل نبی کا صدقہ
تو راضی ہے اُنکی جو رضا ہو | کرتا ہے نبی نے جو کہا ہو
رکھتے ہیں ایسی کچھ وہ قدرت | صاحبزادون کو کی وصیت
اعمال سے درگذر نکرنا | رشتہ پہ مرے نظر نکرنا
رشتے ہین اگرچہ ہو نبی کے | وان ساتھ نہین کوئی کسی کے
ہان ساتھ فقط عمل رہینگے | اچھے ہون تو بر محل رہینگے
فرمان خدا ہے فرض سب پہ | بندے اعلے ہون یا ہون کمتر

جیسا جو کرے وہ ویسا پائے
جو جمع کیا وہی اٹھائے

اللہ کو عاجزی ہے مرغوب
اسکو تو ہے التجا ہی مطلوب

در کو کہا۔ دار کو سنانے
اس فقر کو اہل رمز جانے

مین کون ہون میری کیا حقیقت
بس مجھکو نبیؐ کی یہہ وصیت

بندہ ہون گناہگار تیرا
کر خیر سے خاتمہ تو میرا

تو فضل کر اپنا مین ہون عاصی
تو عدل سے اپنے دے خلاصی

جتنے ہین میرے عمل کے دفتر
خط عفو کا کہنچ اُن پہ یکسر

تو میری خطا سے درگذر کر
تو اپنی عطا پہ ہی نظر کر

تیری تو شکستہ دل ہے منزل
سب سے ہے شکستہ تر میرا دل

مجھکو نہ کسی کو مانگتا ہون
مین تجھسے تجھی کو مانگتا ہون

تو خود ہو اگر میری کمائی
دنیا ہے میری میری خدائی

در وصف حضرت شاہ خاموش چشتی صابری نور اللہ مرقدہ و حضرت محمد شاہ ہاشم حسینی و پیر اصغر حسینی چشتی صابری عم فیوضہما

بندہ ہے وہی یہہ ہم نے جانا — جس نے آقا کو اپنے مانا
مجھکو ہے عقیدت تمامی — دو پشت سے جسکی ہے غلامی
نام پاک اُنکا شاہ خاموش — خم خانہ صابری کے مے نوش
گر اُن کا سخن کوئی سنا ہو — غوغائی خموشی ہی سنا ہو
خاموش کا جا بجا ہے چرچا — اور ہند میں بجرہا ہے ڈنکا
حضرت کے ہیں جانشین باکرام — سید ہاشم حسینی ہے نام
ہیں صاحب شوق و ذکر اثبات — خاموش نے دی انہیں خلافت
صاحبزادے ہیں اُنکے اصغر — ہیں اپنے طریق میں وہ ہمسر
پیر اصغر ہے نام جن کا — ادنےٰ سگ آستاں ہوں اُنکا

ان کو ملی باپ سے خلافت　　　یارب دونوں ہیں سلامت
دو پھول ہیں صابری چمن کے　　　لب ہیں خاموش کے دہن کے
وہ نور ہیں اور یہہ نور کی ضو　　　وہ مہر یہہ مہر کے ہیں پرتو
اسرار بھرے ہیں سینے انکے　　　گنج عرفان سفینے انکے
رخ سے ہے معرفت برستی　　　آنکھوں سے ٹپک رہی ہے مستی
وہ جس پہ نظر اٹھا کے دیکھیں　　　مخمور اسکو بنا کے چھوڑیں
کوئی دل اسپہ لاکے دیکھے　　　کچھہ شک ہو جسے وہ آکے دیکھے
پابند شریعت - محمدؐ　　　رہبر رہ طریقت - محمدؐ
اور خلق محمدؐ ہی کے عامل　　　عرفان کے حقیقتوں کے کامل
چشتی اور قادری گھرانا　　　اور چشت میں صابری گھرانا
ہے دونوں طریق کی اجازت　　　حافظ سے ملی دکن کی خدمت
عرفان کا ہے باب صورت انکی　　　سائل کا جواب صورت انکی

وہ گفت وشنید کیا سناؤں　　ہیں قابل دید کیا بتاؤں
دل۔ دم۔ دید ونکا کہیں ہے بیان　　ہو حق کا ہی دم سے میل ہے یاں
دل کو تار نفس سے ہے میل　　دو دید ونکی تینو نکا ہے کھیل
وہ نور جو ان میں جلوہ گر ہے　　اللہ کے نور کی نظر ہے

اس نور کا جان و دلمیں ہے جوش
ہر سمت سے ہے صدا کہ خاموش

در وصف حضرت استادی جناب سید خلیل صاحب ہراتی قدس سرہ العزیز

برسون رہا گرچہ فیض استاد
پر حرف الف ہی رہگیا یاد

حاجی سید خلیل ہروی
اولاد علی و آل نبوی

علم فقہ و حدیث و تفسیر
اور شرع محمدی تھی جاگیر

اور علم تصوف و حقیقت
انکے گھر کی تھی خاص دولت

تھی اپنے ہی جد سے بہرہ مندی
تھا سلسلہ انکا نقشبندی

جد ہین جن کے حسینی سادات
تھے صاحب کشف اور کرامات

ہے گلشن راز جنکی تصنیف
مشہور جہان ہے جسکی توصیف

بیعت کا مزہ مجھے چکھایا
رستہ اللہ کا بتایا

دل مین روشن کیا ہے ایمان
کافر کو بنا دیا مسلمان

یارب دے انکو جنت آیات
یہہ آل نبی ہین بھیج صلوات

قصیدہ

بندگانِ اعلیٰ مقام مدظلہ العالی کے لیے

در مدح قدر قدرت سکندر شوکت دارا حشمت فریدون فر خداوند نعمت اعلیحضرت نواب میر عثمان علی خان بہادر آصف سابع نظام دکن جی سی ایس آئی حضور پر نور

ہم اپنے فدا بہ جان و تن ہیں — جو ساتویں آصفِ دکن ہیں
عثمان علی ہیں جنکے حامی — عثمان علی ہے نام نامی
اللہ رکھے اُن کو تا قیامت — سر پر مخلوق کے سلامت
راضی اُن سے ہے سب رعایا — کیا اپنا اور کیا پرایا
قربان کرتا ہے کوئی سر کو — کرتا ہے نثار کوئی زر کو
گھر اور عیال سے ہے حاضر — جان و زر و مال ہے حاضر
ہر ایک کو مل رہی ہے عزت — اک ایک کو دے رہے ہیں خدمت

غم گین کے غمگسار ہین وہ
پُر درد کے سوگوار ہین وہ

آباد اپنے دکن کو رکھا
شاداب اپنے چمن کو رکھا

ڈالا جس پر پیران کا سایا
چاہا جیسا اُسے بنایا

فقرا ہین رئیس کے دعاگو
اُمرائے دکن ہین سب ثناگو

تھا پانچ برس کا میمنت سن
اور علم کی ابتدا کے تھے دن

جب سے مجھے آپکی ہے غلامی
کاٹے سترہ برس تمامی

اسوقت سے مجھپہ ہے عنایت
بیحد سرکار کی ہے شفقت

قسمت مین جسقدر تھا لکھا
شہزادو نکا ل رہا ہے صدقا

اس سے بڑہکر نہین ہوس ہے
وہ مجھپہ ہین مہربان یہ بس ہے

کس منہہ سے شکریہ ادا ہو
بہتر ہے کہ مین رہون دعاگو

گذرا اک سال خیر سے
ہین تخت نشین وہ تمکنت سے

یہ پہلی گرہ پڑی ہے جسکی
تالیف ہے یادگار اسکی

یہہ سال جلوس ہے جو بھلا
سنئے پہلے مرا قصیدہ

قصیدہ

کس گل کی مہک چمن چمن ہے — کس نافہ کی بو ختن ختن ہے
کس مست کی ناک مین ہے نرگس — پھولی کیون آج یاسمن ہے
کس غیرت گل کی آرزو مین — لالہ نسرین و نسترن ہے
بلبل ہے ترانہ سنج کس کا — طوطی کیون آج نغمہ زن ہے
یاقوت بھی سرخرو ہی کس سے — کس دُر کی ضیا عدن عدن ہے
سو جان سے فدا ہے کسپہ مرجان — کس لعل کی ضو یمن یمن ہے
کس کا ہے زبان زبان ترانہ — نغمہ سنجی دہن دہن ہے
یہہ کسکی ہے جابجا منادی — کسکی شہرت وطن وطن ہے
عشرت عشرت کی دہوم گھر گھر — نغمہ نغمہ دہن دہن ہے

پھولا نہیں آج دل سماتا / کیوں جسم میں تنگ پیرہن ہے

واعقدہ پھولا گل کھلایا / جس گرد شہ دکن ہے

غنچوں کو دیا صبا نے مژدہ / پھولا گل عیش سے چمن ہے

کلیاں چٹکی ہیں سب چمن میں / خنداں اک ایک کا دہن ہے

شاخوں پہ چہکتے ہیں بلبل / سوسن کی زبان پہ سخن ہے

وہ مہر سپہر شہریاری / جلوہ افروز انجمن ہے

ہر گل میں ہے جسکی عطر بیزی / نکہت سے جسکی چمن چمن ہے

جس گل کی شمیم مشکباری / تبت میں قسط ختن ہے

ماہ و خورشید و ہفت کشور / جسکے بازو کا قوتن ہے

یا دل عادل سخی دلاور / سلطان زمان شہ زمن ہے

وہ کون؟ شہ نظام عصر / ظل سبحان فی الوطن ہے

چاروں اصحاب سایہ گستر / ہر دم تائید پنجتن ہے

تاج و تختِ تمہی کا مالک — سلطانِ قلمروِ دکن ہے

ادنےٰ اعلےٰ گدا تو انگر — سب کے لب پر یہی سخن ہے

ای تخت نشین تمہین مبارک — مذکور یہی دہن دہن ہے

سب کا ہے دعامین ایک نکتہ — یکدل ہر شیخ و برہمن ہے

کعبہ و کنشت اور کلیسا — سب جا یہ دعا یہی سخن ہے

جب تک اس کے تو رہا نہین — نقدِ مہ و مہر کا چلن ہے

رفعت پہ فلک پہ اختر — اختر جب تک ضیا فگن ہے

دریا مین صدف صدف مین گوہر — جبتک گوہر اور عدن ہے

جبتک نیسان سے ہر صدف کا — موتی سے بھرا ہوا دہن ہے

جبتک سبزہ ہرا بھرا ہے — جبتک گلزار پر پھبن ہے

جبتک ہے نوائے عندلیبان — جبتک گل سرخ پیرہن ہے

سرسبز رہے یہ باغ آصف — جبتک گل و بلبل و چمن ہے

یارب ہے یہہ چراغ روشن
جب تک خورشید ضو فگن ہے

دل بھی شاہ دکن کے حق مین
مصروف دعا بجان و تن ہے

در وصف نواب مستطاب معلی القاب عالیجناب
میر یوسف علیخان بہادر سالار جنگ وزیر اعظم دکن دام اقبالہ

خامہ کی ہے دو زبان کا دستور
مدح سلطان و وصف دستور

اللہ کے یہہ ظل سبحان
اور شاہ کے بعد شہ کی دیوان

دنیا مین بھی ہین دو وسیلے
مخلوق کی پرورش کے حیلے

دستور ہے دل تو جان ہے شہ
جسم و اعضا ہین خلق اللہ

مخلوق سے ہے ادہر وہ شامل
اور شاہ سے بھی ادہر ہے واصل

دستور کو خدمت قلمدان
گویا ہے نصیب گنج قرآن

فرمان شہی قلم ہے جسکا ۔ احکام شہی رقم ہے جسکا
شہ کی فرمانبری ہی ہے کام ۔ دستور عمل اسی کا ہے نام
دستور کا دست اور خامہ ۔ ہے شاہ کی آستین جامہ
جنبش میں گر آگئے دست سلطان ۔ ہو شاہ کی آستین بھی جنبان
ثالث آصف کے تھے جو دیوان ۔ اول سالار جنگ ذی شان
راضی جس سے تھی دونوں سرکار ۔ دربار تھے جس سے دونوں دربار
رکھا قانون کا ایسا دستور ۔ مختار کے آگے سب تھے مجبور
قانون کا چلن انہیں سے نکلا ۔ اور نظم دکن انہیں سے نکلا
مشہور جہان ہے جسکی توصیف ۔ تاریخ دکن ہے پر تعریف
خدمت کی ہر ایک کو جزا دی ۔ غفلت کی ہر ایک کو سزا دی
روشن کیا جسنے علم و فن کو ۔ ذی علم سے بھر لیا دکن کو
کچھ میری غلط نہیں ہے یہ بات ۔ حاضر ہیں دکن میں چند حضرات

روشن ہے چمن سے باغبانی ظاہر ہے بنا سے حسن بانی
اسوقت دکن کے ہین جو دیوان نام انکا ہے یوسف علی خان
بچپن سے یہہ شہ نے لیکے پالا دیوان کے گھر کا ہے اُجالا
لکھہ پڑھ کے ہوے علوم مین طاق شہرت ہوئی بر زبان آفاق
دستخط کے ہوے یہہ حکم بردار پایا جنگی خطاب سالار
اُس سن مین سر انکے آئی خدمت جس سن مین تھی جد نے پائی خدمت
آئی اُسی گھر مین گھر کی دولت جاگی پھر خاندان کی قسمت
علم و ہنر و فن و لیاقت اصل و نسل و شرف ذکاوت
اللہ کی عطا ہے خیریت سے موصوف کیا ہے ہر صفت سے
رہتے ہین جلیس اور شامل ذی تجربہ و ذکی و عاقل
یوسف کا دکن مین سکہ جو چلا دیوانی بنی ہے خود زلیخا
شہ فضل سے اپنے در نگذرین یہہ عدل سے اپنے در نگذرین

شکر ہے اللہ کی عنایت　　دستور پہ شاہ کی عنایت
آباد دکن کے ہون راضی　　اور شاہ دکن ہون انسے راضی

سبب تالیف کتاب

انسان کو شغل لازمی ہے　　جو کام کرے وہ آدمی ہے
ملتی ہے کبھی مجھے جو فرصت　　آجاتی ہے نظم پہ طبیعت
تھوڑا تھوڑا ہر ایک ہے کام　　آہستہ سے پا رہا ہے انجام
مقصود نہ طبع آزمائی　　منظور نہ عقل کی رسائی
اللہ والون سے تھی محبت　　پینتیس برس کی انکی خدمت
پارس تو ملا بنا نہ سونا　　پتھر قسمت ہی مین تھا ہونا
دریا مین رہا تو سنگ آسا　　قطرہ نہ ملا رہا پیاسا
صحبت مین خدا نے دی ہے تاثیر　　گر خاک بھی ہو بنے وہ اکسیر
کی مین نے بہت سی خاکساری　　چھانی اس فن مین خاک ساری

تاثیر نیائی کا ملون کی | جو تک بھی نآئی ان گلونکی
کیا کر سکے خاک بھی کی تمیز | جو اصل مین انھی خود ہونا چیز
اورونکو ہوا ہے بوسی اٹھا | گویا ہون مین خاک کوئی عطار
احباب نے کرکے مجھکو مجبور | یہہ کہکے دی اک کتاب مشہور
جامی کی کتاب ہے لوائح | لکھو اردو مین یہہ اصلاح
کرتا تھا مین سیر مین لگن کی | اوس وقت اسی سے دل لگی تھی
اس بحر مین لکھا مثنوی کو | وزن اسکا پسند آیا جی کو
منظوم کئے ہین صرف معنی | موزون کرنے کو سہل جاتا
آسان سمجھا تھا ابتدا مین | مشکل ہوئی چلکے انتہا مین
اصلا نہی آشنا طبیعت | اور بحر مین پائی کچھ نہ وسعت
فطرت تو ہے جز دل مین سب جا | قطرہ کو بھی بحر کا ہے دعوا
جرات نے اٹھا لیا قلم کو | ہمت نے بڑھا دیا قدم کو

جو ہون یا نہون شعر شاعرانہ — پر دل مین ہے ذوق عاشقانہ

اس مین کچھ نقص و عیب اگر ہو — امید کہ اسکو درگذر ہو

آئے جو پسند بات میری — اغماض سے کہ ہو نجات میری

بھلی ہے گرہ جلوس شہ کی — تالیف ہے یادگار یہ بھی

مدح شہ اس کی مشتمل ہے — نام اسکا تجلیات دل ہے

معلوم اگر شرح بھی ہے اسکی — ہے بحر مین لگن کی وہ بھی

یہ گل ہے تو وہ چمن ہے اسکا
بتخانہ دل مین سن ہے اسکا

۱۳۳۱

يَهْدِي اللّٰهُ لِنُورِهٖ مَنْ يَّشَاءُ

حق

حق حق

لوائح جامی

تجلیاتِ دل

مطبع نامی قاسم پریس میں طبع ہوئی

حیدرآباد دکن

۱۳۳۱ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰهی لا احصی ثناءً علیک کیف
وکل ثناءٍ یعود الیک
جل عن ثنائی جناب
قدسک انت کما اثنیت
علیٰ نفسک

خداوندا سپاس تو بر زبان نمی آریم و ستایش تو بر تو نمی شماریم مرچه در صفحات کائنات از جنس اثنیه و محامداست ہمہ بجناب عظمت کبریائی تو عاید است

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یارب بے حد ثنا ہے تیری — گننے کی نہین مجال میری
امکان ثنا نہین ہی مجکو — سب حمد پہونچ رہی ہی تجکو
تو نے جو حمد اپنی کی ہے — حق یہ ہی کہ حمد بس یہی ہے
کمتر حمد و ثنا ہے میری — ذیشان ہی بارگاہ تیری

یارب قاصر زبان ہی میری — کسطرح کریگی حمد باری
کب تیری سپاس کے ہی قابل — خود اپنے ہی عجز کی ہی قائل
حضرات جہا مین جنس توصیف — ہی عظمت کبریا کی تعریف
جاتی ہی سبکی ہو سب خدائی — ہی تیری ہی شان کبریائی

از دست و زبانِ ما چه آید که سپاس ستایش تو گوییم
تو چنانی که خود گفته و گوهر ثنای تو آنست که خود سفته

رباعی

آنجا که کمال کبریائی تو بود | عالم نمی از بحر عطائی تو بود
ما را چه حدِ حمد و ثنای تو بود | خود حمد و ثنای تو سزائی تو بود

جائیکه زبان آورِ "انا افصح العرب والعجم" علم فصاحت انداخته و خود را در اداءِ ثنای تو عاجز شناخته هر شکسته زبانی را چه امکان زبان کشائی۔ و هر آشفته رائی را چه یارای سخن آرائی۔ بلکه اینجا اظهارِ اعتراف بعجز و قصور عین قصور است۔ و زبان سرورِ دنیا و دین درین معنی مشارکت جستن از حسن ادب دور

ہے کون جو ہو ترا ثنا گو　بے دست و زباں ہے کیا ادا ہو
منھ کیا جو کرے تری ستایش　تیری ہے جہاں جہاں نمایش
گوہر تیرا تری ثنا ہے　تو نے ہی اسے پرو لیا ہے
جس جا ہے کمالِ کبریائی　اس بحر کا نم ہے یہ خدائی
ہم میں کب قدرتِ ثنا ہے　خود حمد تری تجھے بجا ہے
ملکِ عرب و عجم میں ہر جا　بجتا تھا زبان کا جسکی ڈنکا
ایسے افصح کا یہ بیاں ہو　پہنچا جسکا یہاں نشاں ہو
عاجز ہو جہاں فصاحت آرا　اسکا ہے زبانکو کس کی یارا
ٹوٹی ہوئی زبان والے　بھٹکے بھٹکے بیان والے
ایسی حالت ہو جب ہماری　کس منھ سے کریں ثنا تمہاری
اظہار خطا یہاں خطا ہے　شرکت میں ورنہ ناروا ہے
اب عذرِ گنہ قصور ہے یاں　شرکت بھی ادب سے دور ہے یاں

رباعی

من کیستم اندر چه شمارم چه کسم | تا همسری سگانش باشد هوسم
در قافله که اوست دانم نرسم | این بس که رسد ز دور بانگ جرسم

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَاصِبِ
لِوَاءِ الْحَمْدِ وَصَاحِبِ الْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ
وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الْفَائِزِیْنَ
بِبَذْلِ الْمَجْهُوْدِ وَنَیْلِ الْمَقْصُوْدِ
وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا
اِلٰهِیْ اِلٰهِیْ خَلِّصْنَا
عَنِ الْاِشْتِغَالِ بِالْمَلَاهِیْ
وَاَرِنَا حَقَائِقَ الْاَشْیَاءِ کَمَا هِیَ

ناچیز ہون کس شمار مین ن
جسکے گُنون کا ساتھ بھی دون

ہے دور اُسکا قافلہ سے
اور پست ہمارا حوصلہ ہے

اس قافلہ تک ہوس ہی پہونچے
اسکا بانگ جرس ہی پہونچے

یارب جو حبیب ہین محمدؐ
پہونچا اُن پر درود بیحد

صلوات خدا اُسے بجا ہے
وہ حمد کا ناصب لوا ہے

جسکو ہے عطا مقام محمود
اُمت کی شفاعت اس سے مقصود

آل و اصحاب ہین جو فائز
ان پر بھی درود حق ہے جائز

اللہ و رسول کے ہین پیارے
ہم عاصیونکے یہ ہین سہارے

جد و جہد اور دقتون سے
پایا مقصود محنتون سے

بیحد اُنپر سلام پہونچا
ہردم ہر صبح و شام پہونچا

دنیا سب کھیل ہے تماشا
اُس سے ہمکو بچا خدایا

اس لہو و لعب سے تو بچا دے
اشیا کی حقیقتین دکھا دے

غشاوهٔ غفلت از بصر بصیرت ما بگشائے و ہر چیزے را چنانکہ ہست بما بنمائے نیستی را در صورت ہستی بر ما جلوہ مدہ وازنیستی بر جمال ہستی خود پردہ منہ۔ این صور خیالی را آئینہ تجلیات حسن جمال خود کن۔ نہ علت حجاب و دوری و این نقوش وہمی را سرمایۂ دانائی و بینائی ما گردان۔ نہ آلت جہالت و کوری ثمرۂ محرومی و مہجوری ما ہم از ماست۔ مارا با ما مگذار و مارا از ما رہائی کرامت کن۔ و با خود آشنائی ارزانی دار۔

رباعی

یارب دل پاک و جان آگاہم دہ
آہ شب و گریۂ سحرگاہم دہ
در راہ خود اول ز خودم بیخود کن
آنگہ بیخود ز خود بخود راہم دہ

آنکھون سے اٹھا حجاب غفلت ‏ روشن کر دیدۂ بصیرت

جو چیز ہو جیسی فی الحقیقت ‏ ہمکو تو دکھا دے اُسکی صورت

جلوہ اس ہستی کا ہمپر ‏ ہو جائے کہین نہ ہست بنکر

اپنی ہستی پہ نیستی کا ‏ ہرگز ڈالے نہ رکھ تو پردا

ہین ساری کیا یہ صورتین خیالی ‏ مرآت تجلی جمالی

الٹے سے پائین تری حضوری ‏ بنجائین کہین نہ وجہ دوری

نقشے یہ جو وہم کی ہے کنجی ‏ دانش کی بنا ہماری پونجی

سارے یہ نقوش رنگ والے ‏ اندھے پن کے نہین نہ آلے

تجھ سے مہجور اور محروم ‏ ہم ایسے ہین ہوا یہ مفہوم

ہمکو ہمسے رہا تو کر دے ‏ اور اپنے سے آشنا تو کر دے

دل پاک دے اور جان آگہ ‏ آہ شب و گریۂ سحرگہ

اول مجھ سے مجھے بھلا دے ‏ بیہوشی مین اپنی رہ دکھا دے

رباعی

یارب همه خلق را بمن بدخو کن — وز جملهٔ جهانیان مرا یکسو کن
روی دل من فارغ کن از هر جهتی — در عشق خودم یکجهت و یکرو کن

رباعی

یارب برهانیم ز حرمان چه شود — راهی دهیم بکوی عرفان چه شود
بس گبر که از کرم مسلمان کردی — یک گبر دگر کنی مسلمان چه شود

رباعی

یارب ز دو کون بی نیازم گردان — وز افسر فقر سرفرازم گردان
در راه طلب محرم رازم گردان — زان ره که نه سوی تست بازم گردان

تمهید

این رساله ایست
مسمی به لوایح در بیان

بیخود اپنے سے آپ ہو کر یون راہ تری خودی کی کھو کر

سبکو بد خو مرا بنا کر سب سے یکسو مرے خدا کر
مہر سے پہیر دل کو میرے سب کے دل ہاتھ مین ہین تیرے
اپنی الفت مین مجھکو یکسر یک سو یک رو و یک جہت کر

حرمان سے ہمین بچا ہی دیتا کوئی عرفان دکھا ہی دیتا
جو گبر تھے کافر دن مین شیطان تو نے سبکو کیا مسلمان
اک گبر جو رہگیا ہی پنہان اسکو بھی تو بخش دیتا ایمان

کونین سے بے نیاز کر دے اور افسر فقر سر پہ دہر دے
گر راہ طلب مین مجکو محرم اس راز سے رکھہ مجھے تو ہمدم
تجہ تک جو راستہ نہ ہووے اس راہ سے مجکو پہیر ہی دے

تمہید

یہ ایک رسالہ ہے لوایح اسمین عرفان کے ہین نصایح

معارف و معانی که بر الواح اسرار ارواح ارباب عرفان و اصحابِ ذوق و وجدان لائح گشته بعبارات لائقه و اشارات رائقه متوقع که وجودِ مقصدیِ این بیان را نه بینند۔

و بر بساطِ اعراض و بساط اعتراض نه نشینند۔ چه او را درین گفتگو نصیبی جز منصب ترجمانی نیست۔ و بهرهٔ غیر از شیوهٔ سخن رانی نے۔

رباعی

من هیچم و کم ز هیچ هم بسیارے
از هیچ و کم از هیچ نیاید کارے
هر سر که ز اسرار حقیقت گویم
زانم نبود بهره بجز گفتارے

ہے شرح معارف و معانی
اسرار ہین اِس مین سب نہانی

ارباب شہود و اہلِ عرفان
اصحاب مذاق و اہلِ وجدان

ق

یہ لوگ ہین صوفیانِ کامل
علم باطن تھا اِن کو حاصل

اسرار بھرے ہین سینے اِنکے
گنجِ عرفان سفینے اِنکے

روشن اُن پر جو کچھ ہوا ہے
مین نے ظاہر اُسے کیا ہے

لایق فایق عبارتون مین
پاکیزہ وصاف اشارتون مین

کاتب کو حروف کے نہ دیکھو
اور اُسکے بیان سے نظر نہ پھیرو

اور کیجے نہ اعتراض اسپر
عارف کو ہے اعتراف جسپر

گویا وہ ہین لفظ مین زبان ہون
صرف اُنکے بیان کا ترجمان ہون

سچ پوچھو تو مین وہی سخندان
یان صرف ہے شیوۂ سخن ران

مین ہیچ ہون ہیچ سے بھی کمتر
ہے ہیچ کا ہیچ کام اکثر

اسرار خدا جو کھولتا ہون
عارف ہی کے قول بولتا ہون

رباعی

در عالم فقر بی نشانی اولی
در قصهٔ عشق بی زبانی اولی
زان کس که نه اہل ذوق و اسرار بود
گفتن بطریق ترجمانی اولی

رباعی

گفتم گہری چند چو روشنتر زان
در ترجمهٔ حدیث عالی سندان
باشد ز من ہیچمدان معتمدان
این تحفه رسانند بشاه ہمدان

لائحهٔ اول

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ پ۲۱ ع۱

حضرت بیچون که ترا نعمت داده است در درون تو جز یک دل ننهاده است تا در محبت او یکرو باشی و یکدل . و از غیر او معرض و برو مقبل نه آنکه یکدل را بصد پاره کنی . و ہر پاره را در پی مقصدی آواره کنی

ہے عالم فقر لامکانی — بہتر اس جا ہے بےنشانی
کچھ اور ہے عشق کی کہانی — لازم اس مین ہے بےزبانی
نااہل سے راز کیا کہون مین — بہتر ہے جو ترجمان ہون مین
مثل ہے دشمن دل و خرد مند — مین نے موتی پرو لیے چند
جسکا مانا ہوا بیان ہے — یہ شرح اسی کی ترجمان ہے
اس ہیچدان کا معتقد ہے — شاہ ہمہ دان کو تحفہ بہیجے

تجلی پہلی

دنیا مین خدا نے آدمی کو — یک سینہ مین دل نہین دیے دو
جو نعمت حق ہے تجھے عطا ہے — اور ایک ہی دل تجھے دیا ہے
تا عشق مین اسکے ہوکے یکرو — دلکو رکھے تو اپنے یکسو
منھ پھیر کے اپنا ماسوا سے — لو رکھے لگی ہوئی خدا سے
کرنا ایسا نہ تو خدارا — اس ایک ہی دل کو پارا پارا

رباعی

آں اے آنکہ بقبلہ بتاں دوست ترا | برمغز چرا حجاب شد پوست ترا
دل در پے این و آن نکو نیست ترا | یک دل داری بس است یک دوست ترا

لائحہ دوم

تفرقہ عبارت ازآنست کہ دل را بواسطہ تعلق بامور متعددہ پراگندہ سازی۔ وجمعیت آنکہ ازہمہ بمشاہدہ واحد پردازی۔ جمعے گمان بردند کہ جمعیت درجمع اسباب است درتفرقہ ابد ماندند۔ وفرقہ بیقین دانستند کہ جمع اسباب از اسباب تفرقہ است دست ازہمہ افشاندند۔

قبلہ ہی توں کی سمت تیرا		ہی مغز کا پوست تیر اپردا
کیا کیا دل میں ترے ہوس ہے		اک دل ہی تو ایک یار بس ہے

تجلّی دوسری

سمجھو تم تفرقہ کا معنیٰ		دلکو ہرجائی ہے بنانا
جمعیت کا یہ معنیٰ جانو		سب پر بس ایک ہی نظر ہو
بعضوں کا یہاں گمان یہی ہے		جمع اسباب دنیوی ہے
جو سمجھے ہیں جمع کا یہ معنی		اسباب جہان کا جمع کرنا
بس تفرقہ ابد میں ہیں وہ		گمراہ ہیں راہ بدمیں ہیں وہ
اور جس نے یقین سے یہ جانا		اس جمع کو صدق سے یہ مانا
یعنی اسباب دار دنیا		بے شبہہ سبب ہی تفرقہ کا
تو اپنی لگا کے اپنے رب سے		دہو بیٹھے ہیں اپنے ہاتھ سب سے

رباعی

ای دردِ دل تو مہر از مشکل ہمہ　　مشکل شود آسودہ تراز دل ہمہ
چون تفرقۂ دلست حاصل ہمہ　　دل ایکی سپار و بگسل از ہمہ

رباعی

مادام کہ در تفرقہ و سواسی　　در مذہب اہل جمع شر الناسی
واللہ تو نہ ناس بلی نسناسی　　نسناسی خود ز جہل نشناسی

رُباعی

ای سالک رہ سخن ز ہر باب مگوئے
جز راہ وصولِ ربِّ ارباب مپوئے
چون علتِ تفرقہ است اسباب جہان
جمعیتِ دل ز جمع اسباب مجوئے

تیرا دنیا مین لگ گیا دل　　اسمین ہی طرح طرح کی مشکل
اسباب جہان جہان کا ہے　　دل کو آسودگی کہان ہے
ہے تفرقہ دل کا سب سے حاصل　　سب چھوڑ کے دیدے ایک کو دل

جبتک اس تفرقہ مین تو ہے　　وسواس کی تیرے مین بو ہے
مذہب یہی اہل جمع کا ہے　　انسا نمین سب سے تو بڑا ہے
انسان انسان نہین کہینگے　　نسناسونمین تجھے گنینگے
نادانی سے اپنی ہو تو جاہل　　نسناسی سے ہو اپنی غافل

ایسا لگے وہ بنا نہ باتین　　گمراہی کی ہین سب یہ گھاتین
جز راہِ خدا گذر نہ کرنا　　اس راہ سے درگذر نہ کرنا
اسباب جہان سے یا نہ قربت　　ساری ہی یہ تفرقہ کی علت

جمع اسباب مین تو تو ہے
جمعیتِ دل کی جستجو ہے

رباعی

ای دل طلب کمال در مدرسه چند
تکمیل اصول حکمت و هندسه چند
هر فکر که جز ذکر خدا وسوسه است
شرمی ز خدا بدار این وسوسه چند

لایحه سوم

حضرت حق سبحانه تعالی همه جا حاضر است و در همه حال بظاهر و باطن ناظر است زهی خسارت که تو دیده از لقای او بر داشته سوی دیگر نگری و طریق رضای او بگذاشته راه دیگر سپری

ایدل کبتک رہیگا طالب ہی ذوق کمال تجہپہ غالب
کیا تجکو ملے گا مدرسہ مین حکمت وراصول ہندسہ مین
جس فکر مین ہو نہ ذکر باری وسواس کی فکر ہے وہ ساری
بچنا وسواس کی بلا سے کچھ تو شرما ذرا خدا سے

تجلی تیسری

وہ حق سبحانہ تعالیٰ سب جا موجود رہنے والا
سب کے باطن ہون یا ہون ظاہر ان پر سب حال مین ہی ناظر
صد حیف تو اسمین پائی نقصان پہر جائے تو جائے تیرا ایمان
منہ پہیر کے یار کے لقا سے آنکھ اپنی لڑائے ماسوا سے
اور اسکی رہ رضا کو چہوڑے منہ اور ہی سمت اپنا موڑے

بہٹکے جو تو راہ چلتے چلتے
رہجائے گا ہاتہہ ملتے ملتے

رباعی

آمد سحر آن دلبر خونین جگران | گفت ای ز تو بر خاطر من بار گران
شرمت بادا که من بسویت نگران | باشم تو همی چشم بسوی دگران

رباعی

ماییم براه عشق پویان همه عمر | وصل تو بجد و جهد جویان همه عمر
یکچشم زدن خیال تو پیش نظر | بهتر که جمال خوبرویان همه عمر

لائحهٔ چهارم

ماسوای حق عزّ و علا در معرض زوال است و فنا حقیقتش معلومیست معدوم - و صورتش موجودیست موهوم - دیروز نه بود داشت و نه نمود و امروز نمودیست بی بود - پیداست که فردا از وی چه خواهد گشود

خونین جگرون کا یار دلبر | بولا اک صبحدم یہ آکر
تجھسے ہوئی جان دق ہماری | دلبر ہے اُسی کا بوجھ بھاری
شرما تو بھی خطا پر اپنی | نازان ہے تو اِس ادا پر اپنی
تجھہ پر تو رہے نگاہ میری | اغیار پہ ہو نگاہ تیری
ہم عشق مین اپنی عمر کہوئین | اور وصل مین جالسے ہاتھہ دہوئین
آنکھون مین خیال اسکا لے پھر | عالم کے جمال سے ہے بہتر

تجلی چوتھی

خلاق جہان کے جو سوا ہے | بس اسکو زوال ہے فنا ہے
اعیان مین ہے حقیقت اُسکی معلوم | خارج مین وجود اس کا معدوم
اعیان مین ہے صورت اِسکی مفہوم | عالم مین خیال کے ہے موہوم
کل اسکا نمود تھا نہ تھی بود | ہے آج نمود غیر موجود
اِس بود و نمود سے ہے پیدا | کل دیکھئے اِس سے کیا کھُلیگا

زمام انقیاد بدست آمال و امانی چه دهی۔ و پشت اعتماد برین مزخرف فانی چه نهی دل از همه برکن۔ و در خدائے بند۔ و از همه بگسل و با خدائے پیوند او ست که همیشه بود۔ و همیشه باشد۔ و چهره که بقایش را خار هیچ حادثه نخراشد۔

رباعی

هر صورت دلکش که ترا روی نمود
خواهد فلکش زود ز چشم تو ربود
رو دل بکسے ده که در اطوار وجود
بوده است همیشه با تو و خواهد بود

رباعی

رفت آنکه بقبله بتان رو آرم
حرف غم شان بلوح دل بنگارم
آهنگ جمال جاودانی دارم
حسنیکه نه جاودان از و بیزارم

ارمانون مین تو کیون گھرا ہے | کیون دارِ فنا کا مبتلا ہے

فانی یہ کیا ہے کیون بھروسا | ہین سب یہ مزخرفات بیجا

دنیا سے تو اپنا دل اُٹھا کر | اللہ سے اسکو آشنا کر

ہاتھ اپنا جہان سے اُٹھا لے | ہو جا اللہ کے حوالے

باقی نہ یہان کوئی رہیگا | وہ ہو وہی تھا وہی رہیگا

اور اسکی بقا مین کوئی حادث | ہوتا ہی نہین فنا کا باعث

صورت دلکش نظر جو آئے | اِسکو تجہ سے فلک چھڑائے

دل اُس سے ملا مزا ملیگا | جو ساتھ ہی تیرے اور رہیگا

وہ وقت گیا گیا زمانا | قبلہ بتخانے کو بنانا

دل پر اِسکے فراق و غم کا | پورا ہوا حوصلہ ستم کا

ہے قصد جمالِ جاودانی
بیزار ہون تجہ سے حسنِ فانی

رباعی

چیز یکه نه روے در بقا باشی ازو | آخر هدف تیر فنا باشی ازو
از هر چه بمردگی جدا خواهی شد | آن به که بزندگی جدا باشی ازو

رباعی

ای خواجه اگر بمال و اگر فرزند است | بیدا است که مدة بقائش چند است
خوش آنکه دلش بدلبری دربند است | کش با دل و جان اهل دل پیوند است

لائحہ پنجم

جمیل علی الاطلاق ذو الجلال والافضال است هر جمال و کمال که در جمیع مراتب ظاهر است پرتو جمال و کمال اوست۔ آنجا تافته و ارباب مراتب بدان همت جمال وصف کمال یافته۔ هر کرا دانائی دانی اثر دانائی اوست۔ و هر کجا بینائی بینی ثمره بینائی و است

گر تو رہے لابقا پہ مائل ہوگا تیر فنا کا گھائل
مرکر تو جدا ہو گر کسی سے چھوڑ اسکو تو اپنے جیتے جی سے
زر ہو ترے پاس یا کہ فرزند ظاہر ہو کہ وہ رہینگے تا چند
خوش دل ہو وہ جان دل سے اپنے ملجائے جو جا کے اہل دل سے

تجلی پانچوین

ایسا ہے جمیل سیرا صاحب اطلاق اسکے لئے ہی واجب
اور ہی وہی ذوالجلال والافضال رکھتا نہین کوئی اپنی تمثال
جس شئے مین جو ہی جمال ظاہر جس چیز مین ہی کمال ظاہر
اسکے ہی جمال کا ہی یہ ضو اسکے ہی کمال کا ہی یہ پرتو
سب جا روشن ہی نور اسیکا ہر ایک مین ہی ظہور اسیکا
کوئی دانا یہان اگر ہے اسکی دانائی کا اثر ہے
آئے جو تری نظر مین بینا اسکی بینائی کا ہی ثمرا

وبالجملہ ہمہ صفات اوست کہ از اوج کلیت و اطلاق تنزّل فرمودہ۔ در حضیض جزوئیۃ وتقید تجلی نمودہ۔ تا تو از جزو بہ کل راہ بری۔ و از تقید باطلاق روئے آوری نہ آنکہ جزو را از کل ممتاز دانی و بتقید از مطلق باز مانی۔

رباعی

رفتم بہ تماشا ر گل آن شمع طراز
چون دید میان گلشنم گفت بناز

من اصلم و گلہائے چمن فرع من است
از اصل چرا بفرع میمانی باز

جتنے مطلق صفات ہین کل
جزوی مین فرو دیا گئے ہین
اسدم تجھسے یہی ہے امید
اِس جزو سے کل کی راہ لینا
جزو و کل مین نہین اُلجھنا
تقئید مین یون تو بہ بجائے

کلی سے کئے ہین یان تنزّل
تقئید جہان مین آگئے ہین
اطلاق مین جا تو چہوڑ تقئید
اس گنج کو ہاتھ سے نہ دینا
دونون کو بس ایک ہی سمجھنا
مطلق سے کہین تو رہ نہ جائے

کرتا تہا گلون کا مین تماشا
اِس باغ مین شعرو نے دیکھا
بولا وہ عجب ادا سے مجکو
سوجھی کیا اس چمن مین تجکو
مین جز ہون یہ گل ہین میری ڈالی
جز چھوڑ کے شاخ کی ہوا لی

رباعی

از لطفِ قد و صباحت چه کنی
ورسلسلهٔ زلف مجعد چه کنی
از هر طرفی جمال مطلق تابان
ای بیخبر از حسن مقید چه کنی

لایحه ششم

آدمی اگرچه بسبب جسمانیت در غایتِ کثافت است اما بحسب روحانیت در نهایت لطافت است بهرچه روی آرد حکمِ آن گیرد. و بهرچه توجه کند رنگ آن پذیرد

ولهذا حکما گفته اند

چون نفس ناطقه بصور مطابق حقائق متجلی شود
وباحکام صادق آن متحقق گردد

لطف قامت سے کیا ملیگا — اچھی صورت کو کیا کریگا
کیون زلف کے سلسلہ مین اُلجھا — کیون مار کو یار اپنا سمجھا
ہوگا تیرا نہ یہ مؤید — ناداں یہ حُسن ہے مقید
حُسن اسکا ہی ہر طرف نمایان — مطلق ہی جمال جسکا تابان

تجلی چھٹی

انسان سے ہی جسم مین کثافت — ہی روح کی وجہ سے لطافت
جس سمت ہوا اگر یہ مائل — کرتا ہی اُسی کا حکم حاصل
جس چیز یہ دل سے آئیگا وہ — اس چیز کا رنگ لائیگا وہ
حکمانے یہ قول جو کہا ہی — بالکل وہ درست ہی بجا ہے
صورتمین مطابق حقایق — ق — ظاہر ہے جبکہ نفس ناطق
احکام اُسکے ہون جتنے صادق — تحقیق سے آئین جب موافق

عبارت كانّها الوجود كلّه وايضاً

عموم خلائق بواسطۂ شدت اتصال بدین صورت جسمانی وکمال اشتغال بدین پیکر ہیولانی چنان شده اند که خود را ازان بازنمیدانند وامتیاز نمی توانند

وفی المثنوی المولوی قدس سرّہ

ای برادر تو همین اندیشهٔ	مابقی تو استخوان وریشهٔ
گر گلست اندیشهٔ تو گلشنی	ور بود خارے تو همه گلخنی

پس باید که بکوشی ۔ وخود را از نظرِ خود بپوشی وبر ذاتی اقبال کنی ۔ وبحقیقتے اشتغال نمائی که درجات موجودات همه مجالیِ جمال اوبند ومراتبِ کائنات مرایِ کمالِ او۔ وبرین نسبت چندان مداومت نمائی که با جان تو در آمیزد

صارت کا نہا الوجود کل — بس ہو گیا کل وجود بالکل
جسم و پیکر میں عام خلقت — شدت سے ہوئی ہی محو حیرت
آتی نہیں اس سے باز ہرگز — رکھتی نہیں امتیاز ہرگز

مضمون یہ جناب مولوی سے
ظاہر ہے کتاب مثنوی سے

اس فکر میں ہو تو اے برادر — ہڈی بیٹھے میں تیرا پیکر
گل کی جو ہی و ہیں ہی تو گلشن — کانٹا ہی تو بنگیا ہے گلخن
لازم کوشش ہی تجھکو اسجا — اپنی ہی نظر میں آپ چھپجا
بہتا رہے جسکی ذات کا دم — ہو اسکی حقیقتو نسے ہمدم
یعنی اشیا جہان کی ساری — ہیں جلوہ گہ جمال باری
عالم کے مراتب او درجات — اسکے ہی کمال کے ہیں آیات
کچھ دن نسبت پہ کھیے پیہم — یا تنک کہ ہو تیری جان ہمدم

و هستی تو از نظر تو بر خیزد اگر بخود روئے آوری روئے باو آورده باشی - و چون از خود تعبیر کنی - تعبیر از و کرده باشی - مقید مطلق شود - و انا الحق هو الحق گردد -

رباعی

گر در دل تو گل گذرد گل باشی ‌‌ ‌ ور بلبل بیقرار بلبل باشی
تو جزوی و حق کل است اگر روزی چند ‌ ‌ اندیشهٔ کل پیشه کنی کل باشی

رباعی

ز آمیزش جان و تن توئی مقصودم ‌ ‌ وز مردن و زیستن توئی مقصودم
تو دیر بزی که من برفتم ز میان ‌ ‌ گر من گویم ز من توئی مقصودم

ہستی کا تری نہو اثر کچھ — تجکو نہ رہے تری خبر کچھ
اپنی جانب جو رخ ہو تیرا — اُسکی ہی طرف وہ رخ رہیگا
جس بات کو تو کہے کہ میری — وہ بات اسکی ہو نہ تیری
تہا وہ جو مقید اب ہو مطلق — ہوجائے انا الحق اب ہو الحق

گل کی وہن تہی ہنگیا گل — بلبل کا ہی دہیان تو ہی بلبل
تو جزو ہے اور کل خدا ہے — اس جزو سے کل کہان جدا ہے
اس فکر مین تو اگر رہے گا — گل کی وہن ہی مین گل بنیگا

جب دم تن جان سے ملا ہی — تو ہی مقصد مرا بنا ہے
باقی تو رہے مین اب فنا ہون — خود آپ مین آپ کہو گیا ہون
مرنا جینا جو کچھ مرا ہے — تو ہی تو اس سے مدعا ہے

کہتا ہون جو مین یہ مین ہی تیری
مین سے تو ہی غرض ہی میری

رباعی

کی باشد کز لباس هستی شده پاک
تابان گشته جمال وجه مطلق
دل در سطوات نور او مستهلک
جان در غلبات شوق او مستغرق

لائحهٔ هفتم

ورزش این نسبت شریفه می باید کرد بر وجهیکه در هیچ وقتی از اوقات وحالتی از ان حالات خالی نباشی چه در آمدن و در رفتن وچه در خوردن وخفتن. وچه در شنیدن وگفتن. وبالجمله در جمیع حرکات وسکنات حاضر وقت می باید بود. تا بطالت نگذرد بلکه واقف نفس باشی تا بغفلت برنیاید۔

ہستی کا کہین لباس شوق | چمکے جس سے جمال مطلق
دل محوِ تجلیِ خدا ہو | جان اسکے ہی شوق مین فنا ہو

تجلی ساتوین

نسبت کی بڑہا کے دلمین خواہش | لازم ہی کہ اسکی رکھے ورزش
یعنی کوئی وقت کوئی حالت | اس سے خالی رہے نہ نسبت
سوتے کہاتے اور آتے جاتے | باتین سُنتے بہی اور سُناتے
جملہ حرکات ہون کہ سکنات | مصروف رکھ اُن مین اپنی اوقات
یادِ حق سے ہنو تو باہر | ناظر دیدو سنے دل سے حاضر
اپنے ہر دم پہ ہوش رکہنا | حق کی باتون پہ گوش رکہنا
اس بات مین اب نہ کاہلی کر | غفلت سے یہان نہ جاہلی کر
خالی کوئی دم نکل نہ جائے | اس رہ سے قدم پھسل نہ جائے

رباعی

رخ گرچہ نمی نمائیم سال بسال | حاشا کہ بود مہر ترا وہم زوال
دارم ہمہ جا با ہمہ کس در ہمہ حال | در دل ز تو آرزو و در دیدہ خیال

لائحہ ہشتم

ہمچنانکہ امتدادِ نسبت مذکورہ بحسب شمول جمیع اوقات و ازمان واجبست ہمچنین ازدیادِ کیفیتِ آن بسبب تعرّی از ملابسہ اکوان و تبرّی از ملاحظہ صورِ امکان اہم مطالبست و آن جز بجہدے بلیغ و جدّے تمام در نفیِ خواطر و اوہام میسّر نگردد۔

یون تو ہر سو ہی مجھسے پنہان | پر چھپ سکا وہ مہرتابان
ہرگز مرے وہم تک نہ آئے | یعنی وہ کبھی زوال پائے
ہر دم ہر اک سے اور ہر جا | تیری صورت کا ہی تماشا
آنکھونمین ہی دلمین ہی تو ہر جان | تیرا ہی خیال تیرا ارمان

تجلی آٹھوین

حاصل کرنے مین ایسی نسبت | جیسی واجب ہی تجھکو حضرت
جسمین اک پل نہ رائیگان ہو | بیکار نہ تو کسی زمان ہو
ساتھ اسکے بڑہا تو کیفیت کو | قائم رکھ ایسی حیثیت کو
دہندے دنیا کے چھوڑ دینا | منہ شکل جہان سے موڑ لینا
جیسی نسبت اتم ہو تجھکو | کیفیت بھی اہم ہو تجھکو
وہم اور خطرونکو دور کر دے | دل کو بس نور نور کر لے
جد و جہد اسمین کر تو کامل | بے کوشش یہ نہو گا حاصل

هر چند خواطر منتفی تر و سوا وس مختفی تر آن نسبت قوی تر۔ کوشش می باید کرد تا خواطر متفرقه از ساحت سینه خیمه بیرون زند۔ و نور ظهور هستی حق سبحانه بر باطن پر تو افگند ترا از تو بستاند۔ و از مزاحمت اغیار برهاند۔ نه شعور بخودت ماند و نه شعور بعدم شعور۔

بَل لَمْ یَبْقَ اِلَّا اللہُ الْوَاحِدُ الْاَحَدُ

رباعی

یارب مددے کز دوئی خود برہم	از بد برہم و ز بدئی خود برہم
در ہستی خود مرا ز خود بیخود کن	تا از خودی و بیخودئی خود برہم

جیسی نسبت تری قوی ہو
کوشش اسمین ضرور کرنا
تا ہستیِ حق ظہور پائے
تجکو تجہسے وہ چہین لے گا
باقی تجہ مین رہے نہ پہر ہوش
یکتا ہے وہی وہی صمد ہے

خطرے وسواس مین کمی ہو
دل سے خطرونکو دور کرنا
جب سے دل تیرا نور پائے
غیرونسے تجھے چھڑا ہی دیگا
اس ہوش سے بھی تو ہو فراموش
واحد ہے وہی وہی احد ہے

یارب ہو مدد کہ مین ہون عاصی
اس میری دوئی سے دے خلاصی

بد سے چھوٹون بدیسے نکلون
خود سے بیخود مجھے بنا کر

اپنے سے اور خودیسے نکلون
اپنی ہستی مین تو فنا کر

کچھ کام رکھون نہ پہر کسی سے
باز آؤن خودی و بیخودیسے

رباعی

آنرا کہ فنا شیوہ و فقر آئین است
نے کشف و یقین نہ معرفت نے دین است
رفت او ز میان ہمین خدا ماند خدا
الفقر اذا تم ہو اللہ این است

لائحہ نہم

فنا عبارت از آنست کہ بواسطہ استیلائے ظہور ہستی حق بر باطن بہ ماسوائے او شعور نماند و فنا از فنا آنکہ بآن بے شعوری ہم شعور نماند پوشیدہ نباشد کہ فناء از فنا در فنا مندرج است زیرا کہ صاحب فنا را اگر بہ فناء خود شعور باشد صاحب فنا نباشد بجہت آنکہ صفت فنا و موصوف آن از قبیل ماسوائے حق اند سبحانہ پس شعور بآن منافی فنا باشد

جسدم جسکا فنا ہو شیوہ — اور فقر بھی اُسکا ہو طریقہ
کیا کام ہے کشف اور یقین سے — کیا واسطہ معرفت سے دین سے
جب آپ سے خود وہ کھو گیا ہی — باقی اللہ اللہ ہی ہو گیا ہے
ارشاد نبیؐ یہ حق ہے واللہ — ہی فقر کی انتہا ہو اللہ

تجلی نوین

عارف کی غرض یہی فنا ہے — رکھے نہ شعور ما سوا سے
باطن بہ ظہور حق کی شدت — جب ہے تو ہے ما سوا سے غفلت
جب ایسی فنا کی بھی فنا ہو — تمیز کا پھر نہ حوصلہ ہو
ہی درج فنا۔ فنا فنا کی — صورت ہی یہی فنا بقا کی
فانی کو فنا کا ہوش گر ہے — وہ اہلِ فنا سے بیخبر ہے
ایسے فانی کو اس فنا کو — اللہ کے ما سوا ہے جانو
باقی ہوا گر فنا مین تمیز — پھر ایسی فنا فنا ہے ناچیز

رباعی

زین سان که بقای خویشتن میخواهی | از خرمن ہستیت جوی گی کاہی
تا کی سپهر خویشتن آگاهی | گردم نزنی از رہ فنا گمراهی

لائحہ دہم

توحید یگانہ گردانیدن دلست۔ یعنی تخلیص و تجرید او از تعلق با سوائے حق سبحانہ ہم از روے طلب و ارادت و ہم از جهت علم و معرفت یعنی طلب و ارادت او از ہمہ مطلوبات و مرادات منقطع گردد و ہمہ معلومات و معقولات از نظر بصیرت او مرتفع شود۔ از ہمہ روے توجہ بگرداند. و بغیر حق سبحانہ تعالیٰ آگاہی و شعورش نماند

گر اپنی بقا فنا مین چاہے　　تو گردِ فنا کو بھی نہ پائے
اور ایسی فنا سے تیری ہستی　　اک دانہ جو بھی کم نہو گی
جبتک اک بال بھی برابر　　باقی تجھ مین شعور ہو گر
فانی ہرگز نہین تو واللہ　　ہی بلکہ رہِ فنا سے گمراہ

تجلی دسوین

توحید کا اصل ہے یہ معنیٰ　　اِس دلکو بنایئے یگانہ
یعنی دل کو لگا خدا سے　　مُنھ موڑ لے حق کے ماسوا سے
دنیا کے ارادے اور طلب سے　　دل پھیر لے الغرض تو سب سے
اشیاء جہان ہون جتنے معلوم　　معروف جو کام ہون کہ مفہوم
جو عقل مین علم مین ہون تیرے　　دلکی آنکھونکو اس سے پھیرے
مطلوب بنا خدا کو اپنے　　مرغوب بنا خدا کو اپنے
دنیا پہ نہ التفات کرنا　　ہر دم دم اپنے رب کا بھرنا

رباعی

توحید بعرف صوفی ای صاحب سیر
تخلیص دل از توجه است بغیر
رمزی ز نهایت مقامات طیور
گفتم بتو گر فهم کنی منطق طیر

لائحه یازدهم

تا دام که آدمی بدام هوا و هوس گرفتار است دوام این نسبت از وی دشوار است اما چون آثار جذبات لطف در وی ظهور کند و مشغله محسوسات و معقولات را از باطن وی دور افگند التذاذ بآن غلبه کند بر لذات جسمانی و راحات روحانی کلفت مجاهده از میان برخیزد

جز ذاتِ مقدسِ آلٰہی
باقی نہ رہے شعور کچھ بھی

توحید یہی ہے عارفونکی
اور سیر یہی ہے سالکونکی

توحید رجوع ہے خدا سے
خالی رہے قلب ماسواے

اُس جا کی ہی رمز سُن تو بندے
پر بھی مارین نہ وان پرندے

ہمنے وہ دکھائی ہی تجھے سیر
کچھ جانے اگر تو منطق طیر

تجلی گیارہوین

دنیا مین جو یہ ہوا ہوس ہے
انسان پہ جبتک اسکا بس ہے

دل پر پھیندا پڑا رہیگا
اس نسبت سے جُدا رہیگا

پائے جب حق کا لطف انسان
پیدا جذبات کے ہون آثار

عقل و حس سے جو شغل تھا
اسدم باطن سے دور ہوگا

غلبہ لذّت کا اس قدر ہو
جسمی لذّت سے بیخبر ہو

اور روح کی جسقدر ہو راحت
اُسکو بھی بھلائیگی یہ لذت

و لذت مشاهده در جانش آویزد- خاطر از مزاحمت اغیار بپردازد و زبانِ حالش بدین ترانهٔ ترنّم آغازد

رباعی

کای بلبلِ جان مست بیادِ تو مرا
لذاتِ جهان را همه دریا فگند
وی پایهٔ غم پست بیادِ تو مرا
ذوقیکه دهد دست بیادِ تو مرا

لائحهٔ دوازدهم

چون طالبِ صادق مقدمهٔ نسبت جذبه را که التذاذ است بیاد کردن حق سبحانهٗ در خود بازیابد- می باید که تمامی همت را بر تربیت و تقویت آن گمارد- و از هرچه منافی آنست خود را باز دارد و چنان اند

جب پائے مشاہدہ ولئی لذت | ہو دور مجاہدہ کی کلفت
دل مین جب یار جان جان ہو | اغیار کا پھر پتا کہان ہو
اُس دم بزبان عاشقانہ | گائے مستی مین یہہ ترانہ

ای یاد مین تیری یہ میری جان | مثل بلبل ہے مست ہر آن
مین لطف تری یاد مین یہہ پایا | میرے غم کا ہے پست پایا
اس یاد مین ذوق کا یہ ہے حال | لذات جہان کی سب ہوئین پامال

تجلی بارہوین

اللہ کی یاد کرتے کرتے | دم اُسکی طلب کا بھرتے بھرتے
طالب اپنے مین ایسی نسبت | جب پاکے اوٹھائی اُس سے لذت
لازم ہے بڑھائے اسمین قوت | ہارے نہ وہ تربیت مین ہمت
جو چیز کہ اُسمین آئے جائیں | اُس حیثیت سے یہ ہو کبھی نہ مائل
اسبات کو سچے دل سے مانے | اور اپنے یقین سے یہ جانے

که اگر فی المثل عمر جاودانی صرف آن نسبت
کند هیچ نکرده باشد و حق آن کما ینبغی
بجا نیاورده۔

رباعی

برعود دلم نواخت یک زمزمه عشق
زان زمزمه ام زپای تا سر همه عشق
حقا که بعهدها نیایم بیرون
از عهدهٔ حق گذاری یکدمه عشق

لائحہ سیزدهم

حقیقت حق سبحانه جز هستی نیست و هستی او را انحطاط
و پستی نے۔ مقدس است از سمت تبدل و تغیر۔

مثلاً اگر عمر جاودانی ۔۔۔ کی صرف بھی اسمین ہوکے فانی
سمجھے نسبت نہ جینے پائی ۔۔۔ دولت ابتک نہ ہاتھ آئی
اس کام کا حق بجا نہ لایا ۔۔۔ پورا کرنا مجھے نہ آیا
مین کیا کہون عشق نی کیا کیا ۔۔۔ دل کی پردون کو جبکہ چھیڑا
دیکھو تو اثر یہہ زمزمے کا ۔۔۔ مین بن گیا عشق خود سراپا
ایسا احسان عشق کا ہو ۔۔۔ حق شکر کا جس سے کیا ادا ہو
میرے امکان سی ہے یہ باہر ۔۔۔ شکر اسکا ادا کرون جو دم بھر

تجلی تیرہوین

حق کی ہی حقیقت اسکی ہستی ۔۔۔ جسکو نہ گھٹاؤ ہے نہ پستی
تغیر سے پاک ہی یہ بالکل ۔۔۔ اور اسمین نہین ہے کچھہ تبدل
بڑہنا گھٹنا نہین ہے اسکو ۔۔۔ ایسا نہ عدد ہے گنئے جسکو
اندازہ و شمار سے ہے بی عیب ۔۔۔ مقدار سے بھی بری ہی لاریب

و مبرّا است از وصمت تعدد و تکثر و تحول از همه نشانها بی نشان نه در علم گنجد و نه در عیان همه چند ها و چون ها ازو پیدا - و او بی چند و چون همه چیز ها یابد و مدرک - و او از احاطه ادراک بیرون - چشم سر در مشاهدهٔ جمال او خیره و دیدهٔ سر بی ملاحظهٔ کمال او تیره -

رُباعی

یا مَن بهوٰک کُنتُ بالرُّوحِ سَمحتُ
هَم فوقی دهم تحت نه فوقی نه تحت
ذاتِ همه جز وجود قایم به وجود
ذاتِ تو وجودِ سازج و هستی بحت

اس مین نہ تنزل و تغیر
اس مین نہ تعدد و تکثر

وہ ساری نشانی بے نشان ہے
اور اس کا مقام لامکان ہے

آنکھون مین نہ علم مین سمائے
وہ ذہن و خیال مین نہ آئے

سب چند و چون ہین اس سے پیدا
اور وہ بے چند و چون ہویدا

اس سے ہر چیز کی ہے پہچان
ادراک کی حد سے دور اسی جان

یہ تاب کہان جو سر کی آنکھین
دیدارِ جمالِ یار دیکھین

اور اس کا جمال دیکھنے کے
دل کے دیدے رہے ندیدے

اے شوق مین تیرے بیخودی سے
ہون تجھ پہ نثار اپنے جی سے

تو فوق بھی اور تحت بھی ہے
پر فوق سے تحت سے بری ہے

ہے ہستی وجود سب کا دائم
سب تیرے وجود سے ہے قائم

ہے ذات تیری وجودِ خالص
تیری ہستی نہین ہے ناقص

رباعی

بس بیرنگست یارِ دلخواہ ایدل
قانع نشوی برنگ ناگاہ ایدل

اصل ہمہ رنگہا ازان بیرنگیست
من احسن صبغۃً من اللہ ایدل

لائحہ چہاردہم

لفظ وجود را گاہ بمعنی تحقق وحصول کہ معانی مصدریہ ومفہومات اعتباریہ اند ۔ اطلاق میکنند و بدان اعتبار از قبیل معقولات ثانیہ است ۔ کہ در برابر وے امرے نیست در خارج ۔ بلکہ ماہیات را عارض میشود در تعقل چنانکہ محققان حکما و متکلمین تحقیق آن کردہ اند ۔ و گاہ لفظ وجود میگویند وحقیقتی میخواہند کہ ہستی وے بذاتِ خود است ۔ وہستی باقی موجودات بوے ۔

بیرنگ وہی ہے یار دلخواہ — قانع نہو رنگ پر تو ناگاہ
بیرنگ کی رنگ ہین یہ واللہ — مَنْ اَحْسَنُ صِبْغَةً مِنَ اللّٰہ
اللہ کے رنگ سے بھی خوشتر — اے دل دیکھا ہے کوئی دلبر

تجلی چودہوین

حکماء محققین کے نزدیک — سارے متکلمین کے نزدیک
ہین لفظ وجود کے یہ معنی — اپنی تحقیق سے یہ جانا
یعنی ہے حصول اور تحقق — جسکا مصدر سے ہے تعلق
ہین یہ مفہوم اعتباری — باتین یہ عقل کی ہین ساری
انکی ہے یہ فلسفہ بیانی — معقول مین از قبیل ثانی
خارج مین کوئی نہین برابر — بلکہ عارض ہے ماہیت پر
بعضون نے وجود کی حقیقت — اسطرح کہی ہے پاکے لذت
بالذات وجود کی ہے ہستی — جس سے موجود کی ہے ہستی

وفی الحقیقة غیر از وے موجودے نیست در خارج بلکه باقی موجودات عارض وے اند وقایم بوے چنانکه ذوق کُمَّلِ کبراءِ عارفین و عظماءِ اہلِ یقین بآن گواہی میدہد و اطلاقِ این اسم بر حضرت حق سبحانه بمعنی ثانیست نه بمعنی اول۔

رباعی

هستی بقیاسِ عقلِ اصحابِ نمود
جز عارضِ اعیان و حقایق نه نمود
لیکن بمکاشفاتِ اربابِ شهود
اعیان همه عارض اند و معروض وجود

لائحه پانزدهم

صفات غیر ذات اند من حیث ما یفهمه العقول و عین ذات اند من حیث التحقق والحصول۔

خارج مین کوئی سوا نہین ہے　موجود اس سی جدا نہین ہے

عارض مین جہانکے سارے موجود　اس سی قایم ہے جملہ بے بود

ذوقِ عرفاءِ دین یہی ہے　قولِ اہل یقین یہی ہے

ہے اسم وجود حق کو زیبا　سچے ہین وجود کے یہ معنے

پہلا تہا قول فیلسوفی　اور دوسرا عین ذوقِ صوفی

ہے عقل مین اہل فلسفہ کی　عارض اعیان کی ہے ہستی

لیکن ہین جو ذی شہود عارف　ہین انکے مکاشفات کاشف

عارض ثابت ہین جملہ اعیان　معروض وجودِ ذاتِ سبحان

اس ذات کی جو صفات ہونگی　اک جہہ سے غیر ذات ہونگی

اک جہہ سی عین ذات ہین یہ　خود ذات ہی سب صفات مین ہے

وان غیر رہ عقول سی ہین　یان عین رہ حصول سے ہین

مثلاً جیسے ہین وصف جیسے　موصوف کی اسم بہی ہون ویسے

مثلاً عالمِ ذات است باعتبار
صفت علم و قادر باعتبار
قدرت ـ و مرید باعتبار
ارادة و شک نیست که اینها
چنانکه بحسب مفهوم بایکدیگر متغایراند
مر ذات را نیز مغایراند
اما بحسب تحقّق و ہستی عین
ذات اند بآن معنی که آنجا
وجودات متعددنیست
بلکه وجودیست واحد
و اسما وصفات نِسَب
و اعتبارات او ـ

ہون علم سے کے وصف جسمین سالم
سب لوگ اسے کہینگے عالم

قادر کی صفت ہوئی ہی قدرت
اور وصف مرید ہی ارادت

موصوف وصفت بحسب مفہوم
دونون مین غیریت ہے معلوم

جیساہی بہم صفات مین فرق
ویساہی صفات و ذات مین فرق

ہستی کی نظر سے تم جو دیکھو
ذات او وصفت کو عین پاؤ

اس فرق کو اس طرح نہ جانو
ذات اور صفت کہین جدا ہو

اس جا نہ وجود کی ہی کثرت
جسکو نہ عدد سی کچھ ہی نسبت

اسکا کوئی حصر و حد نہین ہے
ذات اسکی مگر عدد نہین ہے

ایک ہی ہے وجود ہستی ذات
اسم و وصفت اسکے اعتبارات

رباعی

اے در ہمہ شان ذات تو پاک از ہمہ شین
نے در حق تو کیف توان گفت نہ این
از روے تعقل ہمہ غیر اند صفات
با ذات تو از روئے تحقق ہمہ عین

لائحہ شانزدہم

ذات من حیث ہی از ہمہ اسما و صفات معراست و از جمیع نسب و اضافات مبرا۔ اتصاف او باین امور باعتبار توجہ اوست بعالم ظہور۔ در تجلی اول کہ خود بخود بر خود نمود۔

ہر شان مین ذات تیری بے عیب	پاک اور پاکیزہ ہے تو لاریب
کیا کہیے جو کیفیت تری ہے	تو کیف سے این سے بری ہے
قاصر دریافت سے زبان ہے	تو کیسا ہے اور تو کہان ہے
معقول کی رو سے ہے یہ بات	غیر ہے صفات سے رہی ذات
دراصل ہین سب صفات باری	تحقیق مین عین ذات باری

تجلی سولھوین

پاک اور منزہ حق کی ہے ذات	جسمین نہ نسبت ہین اضافات
وہ ذات جو سب سے ہے مبرّا	اسماء وصفات سے مبرّا
تھی اس کی توجہ اس بنا پر	ظاہر عالم مین ہو وہ آکر
اسما وصفت کا مقتضے تھا	عالم مین ہوی جو جلوہ فرما
سب سے پہلی تجلی پاکر	ظاہر ہوئی آپ ہی مین آکر
پہلا ہے تعین اس کا وحدت	پائین تحقیق چار نسبت

نسبت علم و نور و وجود و شہود متحقق گشت
و نسبت علم مقتضی عالمیت و معلومیت شد
و نور مستلزم ظہور و ظاہریت و مظہریت و وجود و شہود
مستتبع واجدیت و موجودیت۔ و شاہدیت
و مشہودیت و ہمچنین ظہور کہ لازم نور است
مسبوق است بہ بطون و بطون را تقدم
ذاتی و اولیت است نسبت با ظہور۔
پس اسم اول و آخر و ظاہر و باطن متعین
شدہ ہمچنین در تجلی ثانی و ثالث
الی ماشاء اللہ نسب و اضافات متضاعف
می شود و ہر چند تضاعف نسب
و اسماء او بیشتر ظہور او بلکہ خفاء او بیشتر۔

علم[1] و نور[2] و وجودِ[3] ذاتی
ہے نسبتِ علم سے یہ پیدا
لازم ہوئی نور سے یہ نسبت
نکلی ہے وجود سے یہ خصلت
اور مرتبۂ شہود سے یان
ظاہر ہے شہود مین یہ نسبت
اس نور کا ہے ظہور جس جا

چوتھی نسبت شہودِ[4] ذاتی
عالم معلوم ہین ہویدا
جسمین ہے ظہور و ظاہریت
موجودیت اور واحدیت
شاہد مشہود کا ہے سامان
مشہودیت اور شاہدیت
ظاہر مین بطون سے آئی اس جا

نسبت باہم ہوئی یہ ظاہر
باطن ظاہر اور اول آخر

پھر دوسری تیسری تجلّی
پھر جملہ نسبتین اور اضافات
بڑہتے جو رہے نسب اور اسما

جبتک رہے ذاتِ حق کی مرضی
دونے ہوتے چلے بدرجات
بڑہتا ہی چلا ظہور و اخفا

فسبحان الله من احتجب باظهر نوره وظهر باسبال ستوره

خفائے او باعتبار صرافت واطلاق ذات است وظهور او باعتبار مظاهر وتعینات۔

رُباعی

با گل رخ خویش گفتم ای غنچه دهان — هر لحظه مپوش چهره چون عشوه دهان

زد خنده که من بعکس خوبانِ جهان — در پرده عیان باشم وبے پرده نهان

رُباعی

رخسارِ تو بے نقاب دیدن نتوان

دیدارِ تو بے حجاب دیدن نتوان

مادام که در کمالِ اشراق بود

سرچشمهٔ آفتاب دیدن نتوان

بس پاک وہی ہے حق تعالیٰ — تنزیہ ستی ظہور پانے والا
پوشیدہ ظہور نور سے ہے — ظاہر فرط ستور سے ہے
اسکی جو ہے ذات صرف مطلق — مخفی اسیوجہ سے ہوا حق
بر وجہ تعین و مظاہر — ظاہر ہوا خلق ہی کی خاطر
یعنی ہے ظہور کا یہ باعث — صورت پائی ہے نیکے حادث
مظہر مین اسی کی ذات دیکھو — ظاہر ہے تعینات دیکھو

اس گل سے کہا کہ کہا نہ عشق — ہر لحظہ چھپاتا اپنا چہرہ
پھر وہ ہنسا یہ ہنس کے بولا — یون غنچہ دہان نے بہار کہا
خوبون کی شکل یہان کہان ہے — برعکس معاملہ یہان ہے
در پردہ عیان ہین ہم جہانمین — بے پردہ نہان ہین ہم جہانمین

کیونکر رخ بے نقاب دیکھین — دیدار کو بے حجاب دیکھین
پورا جب آفتاب چمکے — کر پائے کسی چمک پہ آنکھہ ٹھہرے

رباعی

خورشید چو بر فلک زند رایتِ نور	در پرتوِ او خیرہ شود دیدہ ز دور
وآنگہ کہ کند ز پردۂ ابر ظہور	فالناظر یلمح الیہ من غیر قصور

لائحہ ہفدہم

تعین اول وحدتیست صرف و قابلیتی است محض۔ مشتمل بر جمیع قابلیات۔ چہ قابلیت تجرد از جمیع صفات و اعتبارات و چہ قابلیت اتصاف بہمہ و باعتبار تجرد از جمیع اعتبارات تا غایتیکہ از قابلیت این تجرد نیز مرتبۂ احدیت است۔ و مر اوراست بطون و اولیت و ازلیت۔ و باعتبار اتصافِ او بجمیع صفات و اعتبارات مرتبۂ واحدیت است۔ و مر اوراست ظہور و آخریت و ابدیت۔

جب مہر فلک پہ ہو منوّر | خیرہ رہتی ہے آنکھ اُسپر
گر ابر کی آڑ سے ہو ظاہر | کچھ دیکھ سکیگا اسکو ناظر

تجلی سترھوین

پہلا ہے تعین اس کا وحدت | وہ ایک ہے محض قابلیت
ہر قابلیت ہے اسمین شامل | خارج نہین ایک سب مین داخل
تجرید مین قابلیتِ ذات | سب ہین نہ عین و صف و اعتبارات
ہو قابلیت سے بھی مبرّا | ہوگا احدیت اسم اُس کا
اس مرتبہ کی ہی خاص خصلت | باطن ازلیت اوّلیت
وحدت مین ذات لئے باثبات | پائی ہین صفات و اعتبارات
وحدت مین حقیقتین ہین ساری | وحدت مین ہوا شہود باری
پوری ہوئی وصف مین جو وحدت | پیدا ہوئی اُس سے واحدیت
ہے واحدیت کی لازمیت | ظاہر ابدیت آخریت

واعتبارات مرتبهٔ واحدیّت بعضی ازان قبیل اند که
اتصاف ذات بآنها باعتبار مرتبهٔ جمع است خواه
مشروط باشند بتحقق وجود بعضی حقایق کونیه
چون خالقیت رازقیت وغیرهما وخواه
نباشند چون حیات وعلم وارادت وغیرها
وانها اسماء وصفات الهیّه وربوبیت اند
وصورت معلومیت ذات متلبسهٔ
بهذه الاسماء والصفات حقایق الهیّه است
وتباین ظاهر وجود بانها موجب تعدد وجودی نیست. و
بعضی ازان قبیل اند که اتصاف ذات بانها باعتبار مراتب
کونیه است چون فصول وخواص وتعینات که
ممیزات اعیان خارجیه اند از یکدیگر.

اس جا از روی اعتبارات ہے جمع کی اتصاف بہ ثبات
تحقیق وجود کے موافق پائے تفریق یاں حقایق
ہے ایک حقایق کیانی اور ایک حقایق الٰہی
تحقیق کی شرط جب سے ہم تک پھر کوئی حقیقتوں میں ہے
مشروط نہ ہوں تو ہے حیات مانند حیات و علم ارادت
اسماء الٰہیہ ہیں یہ سب اوصاف ربوبیہ ہیں یہ سب
صورت معلومیت میں آئی اسم اور صفت کی شان یکجا
صوفی بخطاب اصطلاحی کہتے ہیں حقایق الٰہی
ظاہر میں جو ہو تو ہو تعدد پر ہے نہ وجود کو تعدد
اور بعض ہیں ایسی اعتبارات ہے ذات کو جن سے اتصافات
ہیں بعض میں اتصافاتی بر وجہ مراتبات کوئی
جس طرح تشخصات عالم فصل اور تعینات عالم

وصور معلومیه ذات متلبسة بهذه لاا عتبارات حقایق کونیه است و تلبس ظاهر وجود باحکام و آثار انها موجب تعدد وجودیست و بعضی ازین حقایق کونیه را عند سریان الوجود فیها باحدیة جمع جمیع شئونه و ظهور آثارها و احکامها باستعداد ظهور جمیع اسماء الٰهیت۔ سوی الوجوب الذاتی والاستغناء علی اختلاف المراتب الظهور شدة وضعفا وغالبیة ومغلوبیة۔

خارج کے تمیزات اعیان — تمیز سے ہین یہ سب نمایان
جسد ہم اعیان ثابت ذات — پائے ہین لباس اعتبارات
یان صورتین علم ذات حق کی — کہلائین حقایق کیانی
احکام ایسی حقیقتونکے — ق — تلبیس وجود مین جب آئے
ظاہر آثار ان کے ہوکر — تعداد وجود پائے باہر
احدیتہ جمع مین حقایق — سریان وجود کے ہین لایق
باشان ظہور و حکم و آثار — سب کے سب پائے جھلکہ اظہار
اسماء الہی ان سے پیدا — پورے سے پورے ہوئے ہویدا
ہو فی یہ غنی وہ ذات احب — ظاہر ہوئے مختلف مراتب
باصورت ضعف ہو کہ شدت — مغلوبیت کہ غالبیت
جن جن نامونسے ذات آئی — ویسی ویسی ہی شان پائی
کامل اسماسے جسمین آئے — کامل انسان اسے بنائے

چون کمل افراد انسانی از انبیا و اولیا۔
و بعضی را استعداد ظهور ببعضی است دون
بعضی علی اختلاف المذکور چون سایر موجودات
و حضرت ذات با جمیع شیونها الالهیه والکونیه
ازلاً و ابداً در جمیع این حقایق که تفاصیل مرتبہ واحدیت
اند ساریست و متجلی چه در عالم ارواح و غیب و چه در عالم
مثال و چه در عالم حس و شهادة چه در دنیا و چه در آخرت
و مقصود ازین همه تحقق و ظهور کمال اسمائیست که
کمال جلا و استجلاست کمال جلا یعنی ظهور او بحسب این
اعتبارات و کمال استجلا یعنی شهود او مر خود را بحسب همین
اعتبارات و این ظهور و شهود لیست عیانی
عینی چون ظهور و شهود مجمل در مفصل۔

پورے ہین تمام انبیا مین — روشن ہین تمام اولیا مین
ہین بعض اُنہین سے چند اسما — جن سے کہ ہوا ظہور اشیا
جیسی جن مین تھی قابلیت — پائی ویسی ہی کاملیت
ہیں جملہ شیون ذاتِ باری — کونی ہون یا کہ ہون الٰہی
ہو کر سب شاملِ حقیقت — پائی تفصیلِ واحدیت
ازلاً ابداً ہے ذات باری — ان مین متجلّی اور ساری
سب عالم مین بھی ہی صورت — کیا روح و مثال و حسِ شہادت
دنیا مین اور آخرت مین — الحاصل جملہ کیفیت مین
تحقیق و ظہور حق سے اسما — مقصود ہوا کمال اسما
جو وصف کمال کو ملا ہے — اِک استجلا اور اِک جلا ہے
پہلا ہے جلا ظہور جس کا — استجلا ہے شہود اس کا
یعنی مین عیان ظہور کا حال — تفصیل مین ہے شہود اجمال

بخلاف کمالِ ذاتی که ظهورِ ذاتست مر نفسِ خود را
در نفسِ خود و از برای نفسِ خود بے اعتبارِ غیر و غیریت۔
و این ظهوریست علمی غیبی چون ظهورِ مفصل در مجمل۔
و غناءِ مطلق لازمِ کمالِ ذاتیست ۔ و معنی
غناءِ مطلق آنست که شئون و اعتبارات
و احوالِ ذات با احکامها و لوازمها ۔
علی وجه کلی جملی که در جمله مراتب حقائقِ الهی
و کونی مینماید ۔ مر ذات را فی بطونها
و اندراج الکل فی وحدتها ۔ مشاهد و
ثابت باشد ۔ بجمیع صورها ۔ و احکامها ۔
کما ظهرت و تظهر و تثبت و تشاهد ۔
فی المراتب ۔

بعکس اسکے کمالِ ذاتی | ظاہر ہوئی ذات خود بخود ہی
علمی عینی ظہور ہے یان | غیریت و غیر دور ہے یان
اس طرح ظہور یان ہے حاصل | جیسے مجمل مین ہے مفصل
لازم بکمالِ ذاتیٔ حق | کہتے ہین جسے غناے مطلق
احوال و شئون اعتباری | احکام اور سب لوازم ذات
جو درج ہین ساری شیون مین | شامل ہین یا سب حقیقتون مین
ہون جو حقایق الٰہی | یا ہون وہ حقایق کیانی
بالجملہ یہ کیفیات ساری | ہین درج بطون ذات باری
کہتے ہین اسے غناے مطلق | مستغنی ہے اسی لیئے حق
جتنی چیزین شئون مین ہین یا | سب ذات کے ہی بطون مین ہین
باجملہ مراتب و کمالات | ہین سارے جو ہین مشابہ ذات
وحدت مین ہی اندراج کل کا | دانہ مین درخت جیسے گل کا

وازین حیثیت از وجود جمیع موجودات مستغنی است کمال قال سبحانہ تعالے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ ہ

رباعی

دامان غناء عشق پاک آمد پاک | ز آلودگی وجود ما مشتی خاک
چون جلوہ گر و نظارہ گر جملہ خود است | گر ما و تو در میان نباشیم چہ باک

رباعی

ہر شان و صفت کہ ہستی حق دارد | در خود ہمہ معلوم محقق دارد
در ضمن مقیدات محتاج تجلیش | از دیدن آن غنای مطلق دارد

رباعی

واجب ز وجود ما بیکبار مستغنی است | واحد ز مراتب عدد مستغنی است
در خود ہمہ را چو جاودان می بیند | از دیدن شان برون ز خود مستغنی است

عالم جو نہو تو ہو اُسے کیا — آدم جو نہو تو ہو اُسے کیا

ثابت یہہ ہوا ہے اُس بیان سے
اللہ غنی ہے سب جہان سے

دامانِ غناءِ عشق ہے پاک — آلودہ کب اسکو کر سکے خاک
خود جلوہ گر و نظارہ گر ہے — تو ہین نہ ہین تو کیا خطر ہے

ہر شان اور وصفِ ہستی حق — معلوم ہے اُس مین اور محقق
محتاج بھی ہے تو ہے وہ اپنا — در ضمنِ مقیداتِ دنیا
محتاجیِ قید سے بری ہے — مطلق وہ شہود سے غنی ہے

واجب بد و نیک سی غنی ہے
واحد تعداد سے بری ہے
جب اپنے مین سب کو دیکھتا ہے
پروا باہر کی اُسکو کیا ہے

لائحہ نوزدہم

چون تشخصات وتعینات افراد وانواع مندرجہ تحت الحیوان را رفع کنی افراد ہر نوعے در وے جمع شوند وچون ممیزات آن انواع راکہ فصول وخواص اند رفع کنی ہمہ در حقیقت حیوان جمع شوند۔ وچون ممیزات حیوان را وانچہ با او در تحت جسم نامی مندرجست رفع کنی ہمہ در جسم نامی جمع شوند۔ وچون ممیزات جسم نامی را وآنچہ با وے مندرجست تحت الجسم رفع کنی۔ ہمہ در حقیقت جسم جمع شوند۔ وچون ممیزات جسم را وانچہ با او مندرجست تحت الجوہر اعنی العقول والنفوس رفع کنی ہمہ در حقیقت جوہر جمع شوند وچون ما بہ الامتیاز۔ بین الجوہر والعرض را رفع کنی ہمہ در تحت ممکن جمع شوند

تجلّی اٹھارویں

انواع کی گر خصوصیت کو — حیوان کے حدود سے اٹھالو
افراد انواع کے رہینگے — لیکن حیوان ابھی کہینگے
نطق او ہستی اگر نکل جاوے — انسان کی خصوصیت بدل جاے
انواع کے امتیاز ہون رفع — حیوانکی حقیقتون مین ہون جمع
گر یہہ جملہ ممیزات حیوان — جسم نامی مین ہین نمایان
گر یہہ حیوان سے رفع ہونگے — جسم نامی مین جمع ہونگے
جسم نامی کے فصل کی قسم — ہے مندرج حقیقت جسم
جوہر سے ممیزات جسمی — اٹھین تو رہے حقیقت اسکی
معنی جوہر کے ہین اصولی — یعنی کہ نفوسی و عقولی

جوہر مین عرض مین جب نہو فرق
ممکن مین فصول سب رہین غرق

و چون ما به الامتیاز بین الممکن و واجب را رفع کنی
هر دو در موجود مطلق جمع شوند که عین حقیقت و
جود است و بذات خود موجود است۔
نه بوجود زاید بر ذات خود۔ و وجوب صفتِ
ظاهر اوست۔ و امکان صفتِ باطن او۔
اعنی الاعیان الثابتة الحاصلة علی نفسه متلبساً بشئونه
و این ممیزات خواه فصول باشند خواه خواص
خواه تعیّنات و تشخصات همه شئون الهی اند۔
که مندرج و مندمج بودند در وحدت ذات اولاً
در مرتبهٔ علم بصورت اعیان ثابته بر آمدند و ثانیاً
در مرتبهٔ عین بواسطهٔ تلبس احکام و آثار
ایشان بظاهر وجود۔

ممکن و واجب ہیں ان رفع دونون / مطلق موجود ہی مین ضم ہون
موجود بذات ہے جو خصلت / ہے عین وجود کی حقیقت
ہے ذات وجود پر نہ زاید / اسپر نہ وجود کوئی عاید
زاید نہ وجود کے سوا ہے / خود ہی موجود ہوگیا ہے
ظاہر کی صفت جو ہے یہان / اِسکے باطن کا وصف امکان
جب اِسکے شئون لباس پائے / اپنے ہی تجلیون مین آئے
ثابت اعیان ہین انکا حاصل / صورت ہی شئون کی گیا مل
ہون خواہ تشخصاتِ عالم / یا ہون وہ تعینات عالم
یا فصل ہون یا خواص ساری / سب ہین یہہ شئون فراتِ باری
وحدت مین تمام مندرج ہین / ایک ذات مین جملہ مندمج ہین
جب علم کے مرتبہ مین آئے / ثابت اعیان کی شکل پائے
پھر عین کے مرتبہ مین آکر / آثار وجود مین ہے یاسر

که تجلّی آیینه است مر باطن وجود را صورت اعیان خارجیه گرفتند پس نیست در خارج الّا حقیقتی واحد - که بواسطهٔ تلبّس شئون وصفات متکثر ومتعدد مینماید - نسبت بآنان که در ضیق مراتب محبوس اند وباحکام وآثار آن مقید -

رُباعی

مجموعهٔ کون را بقانون سبق
کردیم تصفّح ورقا بعد ورق
حقّا که ندیدیم ونخواندیم درو
جز ذاتِ حق وشئونِ ذاتیهٔ حق

رُباعی

تا چند حدیث جسم وابعاد وجهات
تا کی سخن معادن حیوان ونبات
یکذات فقط بود محقق نه ذوات
این کثرت وهمی ز شئونست وصفات

ظاہر کے وجود کے لباسات
باطن کے وجود کے ہین مرآت

پائے اعیان داخلیہ
تشکل اعیان خارجیہ

ظاہر ہی نہین ہے کوئی صورت
خارج مین سوائے یک حقیقت

جو شان و صفت کا ہیں یکسر
تعدد و تکثیر مین ہے باہم

لیکر احکام اور آثار
اس قید جہات مین ہے گرفتار

قانون کے پڑھے سبق بہت سے
گردانے ورق ورق بہت سے

دیکھا کہ کتب بھری ہین ساری
با ذات و شئون ذات باری

کیا نکتہ حدیث کر کہین یاد
جسم و جہت اور تین ابعاد

ہم بین یہ سخن یہہ بات کب تک
حیوان معدن نبات کب تک
صرف ایک ہی ذات کا ہے اثبات
باقی سب وہم ہین شیونات

لائحهٔ نوزدهم

مراد باندراج کثرت شئون در وحدت ذات
نه اندراج جزو است در کل یا اندراج مظروف
در ظرف بلکه مراد اندراج اوصاف و لوازم
است - در موصوف و ملزوم چون اندراج
نصفیت و ثلثیت و ربعیت و خمسیت الی مالانهایه
در ذات واحد عددی زیرا که این نسب
در وی مندرجند و اصلاً ظهور ندارند تا وقتیکه
بتکرار ظهور در مراتب عدد اثنین و ثلثه و
اربعه و خمسه واقع شود - و از اینجا معلوم
میشود که احاطهٔ حق سبحانه تعالی بجمیع موجودات
چون احاطهٔ ملزوم است بلوازم -

تجلی انیسوین

ہیں ذات کے جسقدر شئونات | وہ جملہ ہیں مندرج وحدۃ ذات
مقصد اسی اندراج کا ہے | عارف کا اسی سے مدعا ہے
ایسا نہیں کل مین جزو آئے | مظروف اک ظرف مین سمائے
بلکہ موصوف مین ہین اوصاف | ملزوم مین لازم آگئے صاف
مثلاً چوتھائی یا تہائی | اک ذات عدد مین ہے سمائی
لاکھوں جیسے اگر بنینگے | ایک ہی مین وہ مندمج رہینگے
جتنی ہین یہ نسبتین کہ وہین | وہ سب ہین مندرج احد مین
اصلا انکا نہین ہے اظہار | جیسے کہ ایک دو کی نیمہ تکرار
یعنی ہے ایک دو کا آدھا | اور تین کا تیسرا ہے حصا
اس سے معلوم یہہ ہوا ہے | سب شے کا محیط بس خدا ہے
حق اور اشیا سے یہہ مفہوم | لازم کا احاطہ جیسے ملزوم

نه همچون احاطهٔ کل بجزو - یا ظرف بمظروف -
تعالی الله عمّا یلیق بجناب قدسه

رباعی

در ذات حق اندراج شان معروفست
شان چون صفت و ذات حق موصوفست
این جمله هویدا و از آنجا که خداست
نی جزو و نه کل نه ظرف نی مظروفست

لائحه (۲۰)

ظهور حقائق شئون و اعتبارات
بسبب تلبس بظاهر وجود و عدم آن
موجب تغییر حقیقت وجود و صفات
حقیقیهٔ او نیست -

ایسا نہ احاطہ اس کو سمجھو	جسطرح سے جزو کل میں دیکھو
ایسی نہیں خلق حق سے ہمدم	مظروف اور ظرف ہیں سے باہم
اسکی تو ہے شان سب یہ لیکن	کہتے ہیں یہ جناب حق کے لائق
ذات حق میں یہ سب ہیں یارو	رکھتے ہیں جو اندراج بالذات
شان اسکی صفت کی طرح سمجھو	اسطرح کہ ذات حق ہے موصوف
یہ قاعدہ خوب یاد رکھو	جس جا یہ کہ جلوہ گر خدا ہو
جزو کل کا نشان نہیں ہے	مظروف اور ظرف ان میں ہے

تجلی بیسوین

سب شان اور اعتبار حق کے	ملبس وجود ظاہری سے
پائیں جو ظہور اس جہاں میں	یا چھپ رہیں پردۂ نہاں میں
پر ذات وجود کی حقیقت	اور اسکی حقیقی جملہ صفت
تبدیل کبھی نہ پا سکیگی	تغییر نہیں وہ نہ اٹھا سکیگی

بلکہ مبتنی بر تبدل نسب و اضافات
است و آن مقتضی تغیّر در ذات نے
اگر عمرو از یمین زید برخیزد و
در یسار رش نشیند نسبت زید با او
مختلف نشود و ذاتش با صفات
حقیقیہ خود ہمچنان برقرار و ہمچنین حقیقت
وجود بواسطۂ تلبس با مور شریفہ زیادتی
کمال نگیرد و بجہت ظہور در مظاہر خسیسہ
نقصان نپذیرد۔ نور آفتاب ہر چند بر پاک و پلید
تابد ہیچ تغیر بساطت نوریت او راہ نیابد
نہ از مشک بوی گیرد و نہ از گل رنگ
نہ از خار عار دارد و نہ از خارا ننگ۔

بلکہ یہہ ظہور اور خفیات
ازروئی نسبت ہین اور اضافات

اِن کا ہوتا رہے تبدل
پر ذات مین کچھہ ہو تحلل

بائین سے عمر اگرچہ اُٹھے
اور زید کے دہنی سمت بیٹھے

وہ زید کا اتصاف ہوگا
نسبت مین ہی اختلاف ہوگا

جو وصف عمر کی ذات مین تھے
جیسے تھے ویسے ہی رہینگے

ایسی ہے وجود کی بھی حالت
جسکی سب جا ہے اک حقیقت

نیکی کا اگر لباس پائے
کچھہ اسمین کمال بڑھ نجائے

بد مین وہ اگر ظہور پائے
اس سے کوئی بات گھٹ نجائے

خورشید چمک رہا ہی سب پے
کیا پاک ہو کیا پلید بد تر

ہر نور مین ہو نہ کچھہ تبدل
اسمین آئے نہ کچھہ تحلل

وہ مشک کی بو سے خوش غنی ہے
خوشبو بد بو سے وہ بری ہے

گل سے لیتا نہین وہ کچھہ رنگ
خار و خار اسے بھی نہین ننگ

رُباعی

چون خعِ رز فروغ خود جہان آید | بر پاک و پلید اگر بتابد شاید
نے نور وی از ہیچ پلید آلاید
نے پاکی او ز ہیچ پاک افزاید

لائحہ بست و یکم

مطلق بے مقیّد نباشد۔ و مقیّد بی مطلق صورت نہ بندد اما مقید محتاج است نہ مطلق و مطلق مستغنی است از مقید پس استلزام از طرفین است و احتیاج از یکطرف ۔چنانکہ میان حرکتِ ید و حرکت مفتاح کہ در ید است۔

خورشید کو ہے فروغ شایاں
اسکو نکرے نجس نجاست

پاک اے رجس یہ چمک یکسان
پاکی سے بڑہے نہ کچھہ طہارت

تجلّی اکیسوین

مطلق نہو بے مقید اصلا
بے مطلق ہو نہ قید جانتا

محتاج تو قید مین لگی ہے
مطلق تقیید سے غنی ہے

تقیید مین ہے ضرور حاجت
مطلق مین غنا کی ہی ضرورت

پس دو نون طرف ہے لازمیت
اور ایک طرف فقط ہے حاجت

جیسے کنجی ہے اور ہے ہاتہہ
حرکت کنجی کی ہات کیساتہہ

تحریک کلید ہات مین ہے
اور ہاتھ کا فعل ذات مین ہے

کنجی محتاج ہو گئی ہے
اور ہاتھ اس فعل مین غنی ہے

کنجی ہے قید ہات مطلق
تقیید جہان مین ذات مطلق

رباعی

اے در حرم قدس تو کس را جانے
عالم تو پیدا و تو خود پیدا نے
ما و تو ز ہم جدا نئیم اما ہست
ما را تو و تو حاجت ما را بانے

و ایضاً مستلزم مقیدیست از مقیدات علی سبیل البدلیه نه مستلزم مقیدی مخصوص و چون مطلق را بدلے نیست۔ قبلهٔ احتیاج همه مقیدات اوست لا غیرہٗ

اے تیرا حرم وہ قدس جا ہے
پہونچے کوئی وان۔ مجال کیا ہے

تجہہ سے پیدا ہیہ سب جہان ہے
تو خود ناپیدا اور نہان ہے

تو ہم تو جدا نہین ہین باہم
ہر دم رہتے ہین تجہسے ہمدم

لیکن مجہکو ہی تجہہ سے حاجت
تجہکو میری نہین ضرورت

از جملہ مقیدات عالم
مطلق سے مقید اک ہے باہم

ہر ایک جو قابل بدل ہے
مطلق کا اسیطرح عمل ہے

مخصوص نہین مقید اُس کا
مطلق کو نہین ہیہ لازم اصلا

بیمثل وہ جبکہ بالیقین ہے
مطلق کا بدل کہین نہین ہے

جتنے ہین مقیدات دنیا
وہ قبلہ ہے اُن کی حاجتون کا

کوئی نہین غیر ذات مطلق
بے مثل ہے بے بدل ہے وہ حق

رُباعی

قرب تو باسباب و علل نتوان یافت
بی سابقۂ فضل ازل نتوان یافت
بر ہر کہ بود توان گرفتن بدلے
تو بے بدلی ترا بدل نتوان یافت

رُباعی

ای ذاتِ رفیع تو نہ جوہر نہ عرض
فضل و کرمت نیست معلل بہ غرض
ہر کس کہ نباشد تو عوض باشی ازو
وانرا کہ نباشی تو کسے نیست عوض

استغناء مطلق از مقید باعتبار ذاتست ۔ والا ظہور اسماء اُلوہیت ۔ وتحقق نسبت رُبوبیت بی مقید از محالات ۔

اسباب و علل سے تیری قربت	حاصل جو کریں کہاں یہ طاقت
تجھسے اُسوقت رابطہ ہو	گر فضلِ ازل سے واسطہ ہو
بے مانند و بدل جو تو ہے	مشکل ہمیں تیری جستجو ہے
ہر اک کا بدل یہاں ملیگا	پر تیرا بدل کہاں ملیگا
اے ! ذات تیری غرض نہ جو ہو	تیرا ہے مقام سب سے برتر
تیرا فضل و کرم ہے ایسا	محتاجِ غرض نہیں کسیکا
جسکا نہ کوئی تو عوض ہو	تو ہو نہ عوض۔ بنائیں کسکو
مطلق جب ذات ہو گئی ہے	تقیید سے اسلئے غنی ہے
ورنہ یہہ باعتبار اسما	تقیید میں آگئی ہے اسجا
اسمائِ الوہیت کے اظہار	تحقیق ربوبیت کے آثار

جب تک تقیید میں نہ آئیں
مشکل ہے جو یاں ظہور پائیں

رُباعی

ای باعثِ شوق و طلبم خوبیٔ تو
فرعِ طالب بنسبت مطلوبیٔ تو
گر آئینۂ محبیِ من نبود
ظاہر نشود جمال محبوبیٔ تو

لا - بلکہ ہم محب حق است و ہم محبوب او۔ و ہم طالب حق است و ہم مطلوب او۔ مطلوب و محبوب است در مقامِ جمعِ احدیت و طالب و محب است در مرتبہ تفصیل و کثرت۔

ای غیر ترا سُوی تو تیری سلے
خالی ز تو ہیچ مسجدی و دیری نی
دیدم ہمہ طالبان و مطلوبانی
آنجملہ توی و در میان غیری نی

مجھ مین جو یہہ شوق اور طلب ہے	تیری خوبی ہی کا سبب ہے
میری ہی طلب کا ہے یہہ شعبہ	مطلوبی کا تیری تماشا
مین تیرا محب ہر آئینہ ہون	مین حسن کا تیرے آئینہ ہون
محبوبی تیری نہوتی ظاہر	ہوتا جو نہ آئینہ مین ناظر
ہان مین نے غلط کہی تھی یہ بات	حق یہہ کہ محب ہے اُسکی خود ذات
وہ خود ہے محب وہی ہے محبوب	طالب ہی وہی وہی مطلوب
اَحدیت یہہ جمع مین ہے مطلوب	احدیت جمع مین ہے محبوب
یعنے محبوب اور مطلوب	احدیت جمع سے ہے منسوب
کثرت تفصیل ہی کی خاطر	طالب و محب مین ہی وہ ظاہر
ایسا ہے تیرا کہ ہو کوئی غیر	سبکی تیرے سمت ہی ہے سیر
تجھسے خالی نہین کوئی جا	مسجد ہو کہ دیر یا کلیسا
طالب مطلوب سب کو دیکھا	جز تیرے کسیکو بھی نہ پایا

لائحہ بست دوم

حقیقت ہر شئے تعین وجود است در حضرت علم باعتبار شانیکہ آن شئے مظہر اوست۔

یا خود وجود متعین بہمان شان در ہمان حضرت و اشیار موجودہ عبارت اند از تعینات وجود باعتبار انصباغ ظاہر وجود باثار و احکام حقایق ایشان یا خود وجود متعین بہمین اعتبار بر وجہیکہ حقایق ہمیشہ در باطن وجود پنہان باشند۔

تو ہی تو سب جگہ عیان ہے — یان کوئی نہ غیر درمیان ہے

تجلی بائیسوین

ہر شئے مین جو ہی حقیقت اسکی — ق — بس ہے وہ تعین وجودی

جو حضرت علم مین نہان ہے — ظاہر مین مگر نہین عیان ہے

اس شان کی رو سے خاص وہ شئے — اسکی مظہر یہان بنی ہے

یا خود یہ وجود بھی اسی مین — ہو گا متعین علم ہی مین

اشیا موجود جتنی ہونگی — سب ہین وہ تعین وجودی

آثار انکی حقیقتون کے — ق — احکام وجود ظاہری سے

جب رنگ وجود مین وہ آئے — شئے موجود نام پائے

یا دوسری طرح سے یہ سمجھو — ق — تحقیق وجود ظاہری کو

باطن مین وجود کے حقایق — پنہان رہنے کے سب ہین لایق

واحکام و آثار ایشان در ظاہر وجود پیدا زیرا کہ زوالِ صُورِ علمیہ از باطن وجود محالست والا جہل لازم آید۔ تعالی اللہ عن ذالک علواً کبیراً ط

رُباعی

مائیم وجود واعتبارات وجود
درخارج وعلم عارضِ ذات وجود
درپردۂ ظلمت عدم مستوریم
ظاہر شدہ عکس ما ز مرآتِ وجود

پس ہر شئے بحسب حقیقت وجود یا وجودِ متعین است۔

اس صورت میں وجود خود ہی	پاتا ہے تعینِ وجودی
آثار حقائق - آخری میں	پیدا ہیں وجود ظاہری میں
کیونکہ علمی صُوَر ہوں نہ ایل	باطن سے وجود کی ہے مشکل
گر صورتِ علم ہو نہ قائم	آجائیگا جہل اُسمیں لازم

اعلےٰ ہو کوئی کہ اُس سے اعلےٰ
سب سے اعلےٰ ہے حق تعالےٰ

ہم آپ وجود ہی ہیں بالذات	خارج میں ہیں اسکے اعتبارات
اور علم کا بس یہی اثر ہے	عارض ذاتِ وجود پر ہے
ظلمت میں عدم کی ہم نہاں ہیں	مرآتِ وجود میں عیاں ہیں
عکس اپنا ہے آئینہ میں ظاہر	ہم اپنے ہی عکس کے ہیں ناظر
پس ہر شے کی ہے ایسی حالت	از روئے وجود اور حقیقت
ایسی یہ صفت وجود کی ہے	یا خود متعین آپ ہی ہے

یا تعین عارض مر د وجو د را تعین صفت متعین اوست ۔

صفت باعتبار مفہوم اگرچہ غیر موصوفست باعتبار وجود عین اوست و تغایر بحسب مفہوم و اتحاد بحسب وجود موجب صحت حمل است ۔

رباعی

ہمسایہ و ہمنشین و ہمرہ ہمہ اوست
در دلق گدا و اطلس شہ ہمہ اوست
در انجمن فرق و نہانخانہ جمع
باللہ ہمہ اوست ثم باللہ ہمہ اوست

یا خاص وجود ہے مقرر — عارض ہے تعین اسکی اوپر
جسکے متعینات ہونگے — وصف انکے تعینات ہونگے (متعینات)
مفہوم کی رو سے یہ معروف — ہر چند مین غیر وصف موصوف
لیکن موصوف وصف دونون — از روی وجود عین ہی ہون
حسب مفہوم غیریت ہے — اور حسب وجود عینیت ہے
مذکور یہہ جس قدر بیان ہے — بس موجب صحت گمان ہے

ہمسایہ و ہمنشین وہی ہے — ہمراہ اور ہر کہین وہی ہے
اطلس مین امیر کی وہی ہے — گدڑی مین فقیر کی وہی ہے

یا فرق کی انجمن عیان ہو
یا جمع کا خانہ نہان ہو
ہو کوئی گدا کہ ہو شہنشا
باللہ وہی ہے ثم باللہ۔

لائحہ بست و سوم

حقیقت وجود اگرچہ بر جمیع موجودات ذہنی وخارجی مقول و محمول میشود اما اورا مراتب متفاوت است بعضہا فوق بعض و در ہر مرتبہ اورا اسامی و صفات و نسب و اعتبارات مخصوصہ است کہ در سائر مراتب نیست

چون مرتبۂ الوہیت و ربوبیت و مرتبۂ عبودیت و خلقیت۔ پس اطلاق اسامی مرتبہ الوہیت مثلاً چون۔ اللہ و رحمٰن و غیرہما۔

تجلی تیئیسوین

سب مین ہے حقیقت وجودی موجود ہون خارجی کہ ذہنی
ہرچند گمان ہی سب کا اکثر ظاہر ہے وجود سب مین یکسر
پر ہے بمراتب تفاوت بعضے بعضے مین اسکی حالت
ہرایک کا مرتبہ جدا ہے ہرایک مین فرق ہی رہا ہے
ایک ایک کو اسم ہے صفت ہے ہرایک کی جدا خصوصیت ہے
ایسے ہی نسب اور اعتبارات ہرایک کی جدا ہین اتصافات
ہین ایک مین ایک مین نہین ہین مخصوص کہین نہین کہین ہین
جیسے کہ الوہی اور ربوبی ہین خاص مراتب الہی
جو خلق و عبودیت کی ہی شان مخلوق کیواسطے ہی شایان
جیسا اسم رحیم و رحمان یہہ خاص ہے بہر انس و جان

بر مراتبِ کونیّہ۔ عین کفر محض زندقہ باشد۔ وہمچنین اطلاقِ آسامی مخصوصہ بمراتبِ کونیّہ بہ مرتبۂ الٰہیّہ غایت ضلال ونہایت خذلان باشد۔

رُباعی

ای بُردہ گمان کہ صاحبِ تحقیقی
وندر صفتِ صدق ویقین صدیقی
ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد
گر حفظِ مراتب نکنی زندیقی۔

لائحہ بست وچہارم

وجود حقیقی یکے بیش نیست وآن عین وجود حق وہستی مطلق است۔

پس شانِ الوہیت کے اسما　　شان کونی مین ہونگے بیجا
مخلوق کا نام ہو نہ خالق　　مرزوق کا نام ہو نہ رازق
زندیقیت ہو محض پیدا　　عین کفر اس سے ہے ہویدا
ناموں کا اسیطرح سے اطلاق　　ق　　جو ہین مخصوص بہر آفاق
اللہ کے مرتبہ پہ گر ہو　　گمراہی و خذل مین بسر ہو

اس شبہہ مین تمکو ہے یہ سودا　　مین بھی ہون بڑا محقق اس جا
اس صدق و یقین کے ضعف مین تم　　صدیقیت مین ہوگئے گم
ہر مرتبہ وجود اس جا　　رکھتا ہے وہ خاص حکم اپنا
گر ہو نہ حفاظتِ مراتب　　زندیق بنین گے آپ صاحب

تجلی چوبیسوین

پس ایک وجود ہے حقیقی　　زاید نہ سوا ہے اس سے کوئی
ہے عین وجودِ ذاتی حق　　جسکی ہستی ہے عین مطلق

اما او را مراتب بسیار است۔ اول مرتبہ لاتعیّن و عدمِ انحصار است۔
و اطلاق از ہر قید و اعتبار ازین حیثیت منزہ است از اضافات نعوت و صفات و مقدس است از دلالتِ الفاظ و لغات نہ نقل را در نعت جلال او زبان عبارتست و نہ عقل را بکُنہ کمالِ او مکان اشارت ہم اربابِ کشف از ادراکِ حقیقتش در حجاب۔ و ہم اصحاب علم از امتناع معرفتش در اضطراب۔
غایت نشان از وی نشانیست و نہایت عرفان وے حیرانی۔

بیحد ہیں مراتبات اسکے — تقسیم ہوئے ہین اسطرح سے
سب سے پہلا ہے لاتعین — جسکو نہین حصر بالتیقن
قید و اطلاق سے بری ہے — اس حیثیت سے وہ غنی ہے
ہے ذات منزہ از اضافات — جسمین نہ نعوت و اتصافات
وہ پاک ہی سب دلالتون سے — الفاظ و لغت کی حجتون سے
گم ہے لغت جلال مین نقل — عاجز کنہ کمال مین عقل
اور اسکی حقیقتون کا ادراک — کیا ہو سکے اہل کشف سے خاک
ذی کشف یہان حجاب مین ہین — ذی علم بھی اضطراب مین ہین
عارف ہین معرفت مین حیران — عاقل ہین کنہ ہیت مین عاجز
عارف ہین نہ معرفت کا امکان — حیرانی ہے اسکی حد عرفان

یہہ اسکے نشان کی ہے غایت
یعنی وہ ہے بے نشان نہایت

رباعی

ای در تو عیان نهانها همه هیچ — پیدا و یقینها و گمانها همه هیچ
از ذات تو مطلقا نشان نتوان داد — کانجا که توئی نشانها همه هیچ

رباعی

هر چند که جانِ عارف آگاه بود — کی در حرمِ قدسِ تو اش راه بود
دستِ همه اهلِ کشف اربابِ شهود — از دامنِ ادراکِ تو کوتاه بود

رباعی

این عشق که هست جزو لاینفک ما — حاشا که شود بعقل ما مدرکِ ما
خوش آنکه ز نور او دمد صبح یقین — ما را برهاند از ظلامِ شکِ ما

ای تجہہ مین عیانیان ہین سب ہیچ
سب ہیچ ہے یان یقین اور فہم

ای تجہہ مین نہان نیان ہین سب ہیچ
سب ہیچ ہے یان گمان اور وہم

مطلق نہین یان ترا نشان ہے
سب ہیچ نشان ہے تو جہان ہے

ہرچند ہے جان عارف آگاہ
دامن ادراکِ کنہہ حق کا

پر قدس حرم مین پائی کب راہ
یان ہاتھ کسی کے بھی نہ آیا

کیا کشف و شہود کی ہستی
کوتاہ ہے یان دراز دستی

لاینفک جبر و عشق اپنا
ہوتا گر نور اس سے پیدا

مدرک نہو عقل سے وہ حاشا
ہوتی صبح یقین ہویدا

یہہ ظلمت شک وہی نکالے
ایسے اندہیر سے بچالے

مرتبه ثانیه تعین اوست به تعین جامع مر جمیع تعینات فعلیه وجوبیه الٰهیه را و جمیع تعینات انفعالیه امکانیه کونیه را و این مرتبه مسمی است به تعین اول- زیرا که اول تعینات حقیقت وجود است و فوق او مرتبه لاتعین است۔

لا مرتبه غیر۔

و مرتبه ثالثه احدیة جمع جمیع تعینات فعلیه موثره است۔

و این مرتبه اُلوهیت است- مرتبه رابعه تفصیل مرتبه اُلوهیت است- و این مرتبه اسمار و حضرت ایشان است۔

جو دوسرا مرتبہ ہے اسکا — ق — ہین جمع تعینات اسجا
سب ہین جو تعین الٰہی — فعلی ہون یاکہ ہون جو قبلی
اور جملہ تعینات کونی — امکانی ہون کہ انفعالی
جس وقت وجود کی حقیقت — پائی جو تعینون مین کثرت
یان ہے جو تعینون مین پہلا — اول ہے تعین اسم اسکا
تہا فوق مین اسکے لاتعین — جس جا نہ کوئی ہوا تعین
جب تیسرے مرتبہ مین آیا — احدیت جمع نام پایا
پس جتنے تعین اسجگہ ہین — فعلیہ اور موثر ہین
یعنے ہین تعینات اس کے — فعل اور تاثیر کرنیوالے
یہ مرتبہ الوہیت ہے — پس اسکی ہی خصوصیت ہے
بعد اسکے جو مرتبہ ہے چوتہا — ہے مرتبہ جمیع اسما
اس مرتبہ الوہیت کی — تفصیل اسمین ہے پوری پوری

واعتبار این دو مرتبه از حیثیت ظاهر
وجود است که وجوب وصف خاص
اوست - مرتبهٔ خامسه احدیة -
جمع جمیع تعینات انفعالیه است -
که از شان ایشانست -
تاثیر و انفعال - و این مرتبه کونیه
امکانیه است -
مرتبه سادسه تفصیل مرتبه کونیه
است -
که مرتبه عالم است وعروض این
دو مرتبه باعتبار ظاهر علمست که امکان
از لوازم اوست -

یہ دو مراتب آخری ہین
از روئے وجود ظاہری ہین

دونونکی یہی ہے وجہ تعریف
اسکی ہے وجوب خاص توصیف

جو پانچوان مرتبہ ہے اسکا
احدیّت جمع یہہ بھی ہوگا

چارم پنجم کا ایک ہے نام
ہر ایک کا گر جدا رہا کام

دونون نہین فرق سے ہین خالی
فعلی وہ تھا یہ انفعالی

ہین جمع تعینات جو یان
اُن مین ہے بس انفعال کی شان

فعلیہ ہے وان حصول کرنا
یان اسکا اثر قبول کرنا

اس وجہہ یہ مرتبہ ہے معروف
امکان وکونسے ہے موصوف

بعد اسکے جو مرتبہ چھٹا ہے
وہ عالم کا ہی مرتبا ہے

اجمال ہین وان جو کونیہ تھا
تفصیل اُسکی ہوئی ہے اِسجا

اعراض اُن دونون مرتبونکے
ہین ظاہر علم کے سبب سے

معلوم ہوا اسی سبب سے
امکان ہے لوازمات اُسکے

وان تجلی اوست برخود بصور حقایق واعیان ممکنات پس فی الحقیقت وجود از یکے بیش نیست که در جمیع این مراتب وحقایق که تفصیل مرتبه احدیت اند مرتبه دران ساریست وی درین مراتب وحقایق عین این مراتب وحقایق است چونکه این مراتب وحقایق در وے عین وے بودند۔

کان اللّٰه ولم یکن معه شیٔ

رباعی

هستی که ظهور میکند درهمه شے | خواهی که بری بحال وی باهمه پے
رو بر سر مے حباب را بین که چسان | مے در وی بود و وی در مے

اپنے جملہ حقیقتون سے | حکمِ اعیان کی صورتون سے
خود آپ تجلی اپنی پاکر | ظاہر ہوا مرتبون مین آکر
اک ہی ہے وجود کی حقیقت | جسنے پائی ہے آپ کثرت
احدیّت سے ہوا تنزّل | پارے تفصیل مرتبے کل
ترتیب سے جملہ مرتبون مین | ساری ہوا سب حقیقتون مین
کیونکہ یہہ حقایق ورتبات | تھے عین وجود مطلق ذات

اللہ ہی تھا نہتی کوئی شے
اب بھی اسی شان مین وہی ہے

ہستی ہر شے مین ہے جو ظاہر | ہونا ہے تجھے گر اس سے ماہر
بیا شیشۂ مے مین ہے جو کف دیکھہ | گنج عرفان حق بکف دیکھہ

مے پر کف ہی سو کف ہے خود مے
کف مے مین ہے نہین کوئی شے

رباعی

بر لوح عدم لوایح نور قدم
لائح گردید کس درین سر محرم
حق را مشمر جدا ز عالم زیرا
عالم همه در حق است و حق در عالم

لائحه بیست و پنجم

حقیقت الحقایق که ذات الهی ست تعالی شانه حقیقت همه اشیا رست واو فی حد ذاته واحدیست که عدد را باو راه نیست۔

اما باعتبار تجلیات متکثره و تعینات متعدده در مراتب تارةً حقایق جوهریهٔ متبوعه است وتارةً حقایق عرضیهٔ تابعه۔

اس نفیِ عدم کی جب تجلی — پوری لوحِ عدم مین چمکی
کوئی اس سے ہوا نہ محرم — محرم جو ہوا سو ہے وہ آدم
عالم حق کے سوا نہ سمجھو — حق اور عالم جدا نہ سمجھو
حق اور عالم مین ایسے باہم — عالم حق مین ہے حق مین عالم

تجلی پچیسوین

اسکی ہے جو ذاتِ مطلق — کہتے ہین حقیقت الحقایق
جو سب اشیا کی ہے حقیقت — ذات واحد ہے اسکی صورت
ذاتِ واحد احد نہین ہے — یہ واحد کچھ عدد نہین ہے
از روئے تجلیاتِ بیحد — پائی ہے تعینات بیحد
گاہے بہ حقایقِ جو اسما — متنوع کی شان مین ظاہر
گاہے اُن کا عرض بنی ہے — وصفِ تابع مین آگئی ہے
حاکم ہے کہین کہین ہے محکوم — عالم ہے کہین کہین ہے معلوم

پس ذاتِ واحد بواسطۂ صفات متعدده جواہر واعراض متعدده متکثره مینماید- ومن حیث الحقیقه یکیست که اصلا متعدّد و متکثر نیست-

رُباعی

اے بر سرِ این میان نازده خط
پندارِ دُوئی دلیل بُعد است و سخط
در جملۂ کائنات بے سہو و غلط
یک عین فحسب دان و یک ذات فقط

این عین واحد از حیثیت تجرّد و اطلاق از تعینات و تقیدات مذکوره حقست واز حیثیت تعدد و تکثر که بواسطۂ تلبیس او به تعینات مینماید- حق است و عالم- پس عالم ظاہر حق است وحق باطن- عالم پیش از ظہور عین حق بود- وحق بعد از ظہور عین عالم-

بس ایک ہے اپنی ذات سے ذات — جسکے ہین بہت سے اتصافات
جن کے اعراض اور جواہر — اس کثرت سے ہوئے ہین ظاہر
ورنہ از روئے یک حقیقت — اسمین اصلا نہین ہے کثرت

ای حرف این و آن کے سیر — کہینچا نہ خطِ یقین سراسر
تو اپنی سمجھہ پہ حرف لایا — پر حرفِ دوئی نہین مٹایا
اپنے پندار پہ ہے نازان — ہے وہم دوئی دلیلِ ہجران
اِس جملہ جہان مین غیر شبہات — اک عین ہے بس فقط اِک ذات

تقیید و تعیناتِ آفاق — از روئے تجرد اور اطلاق
ہین عین وجودِ ذاتِ حق — شان اُسکی مجرد اور مطلق
از روئے تکثر و تعدد — پاتا ہے وجود عین ہی خود
عالم کے لباس مین جب آیا — یان عالم و خلق نام پایا
پس یہہ عالم ہے ظاہرِ حق — باطن عالم کا حق ہے مطلق

بلکہ فی الحقیقت یک حقیقت است۔ وظہور و بطون و اولیت و آخریت از نسب و اعتبارات اوئند۔ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ؕ

رباعی

بر شکل بتان رہزن عشاق حقیقت — لا بلکہ عیان در ہمہ آفاق حقیقت
چیزیکہ بود ز روی تقیید جہان — واللہ کہ ہمان ز روی اطلاق حقیقت

رباعی

چون حق بتفاصیل شیون گشت عیان — مشہود شد این عالم پر سود و زیان
گر باز روند عالم و عالمیان — با رتبۂ اجمال حق آید بمیان

عالم کے ظہور سے ہے پہلے		عالم کو عین حق سمجھے
اور بعد ظہورِ خلق و آدم		حق ہو گیا آپ عینِ عالم
بلکہ حق تم جو پوچھتے ہو	ق	بس ایک حقیقت اُسکو جانو
اور اسکا بطون ہے اولیت		اور اس کا ظہور ہے آخریت
دراصل ہے اک حقیقت ذات		یہ اسکے نسب اور اعتبارات
اول ہے وہی وہی ہے آخر		باطن ہے وہی وہی ہے ظاہر
صورت مین تعینونکے پڑ کر		حق ہی تو ہے عاشقونکا رہبر
ہان سارا غلط مرا بیان ہے		حق یہ ہے کہ سب مین حق عیان ہے
تعئید کی رُو سے ہے جو آفاق		واللہ حق ہے ز رُوی اطلاق
تفصیل و شیون سے ذاتِ باری		دارِ سود و زیان مین آئی

واپس اُس سمت اگر جہان ہو
حق کا اِجمال درمیان ہو

لائحہ بست و ششم

شیخ رضی اللہ عنہ در فص شعیبی میفرماید کہ عالم عبارت است از اعراض مجتمعہ در عین واحد کہ حقیقت ہستی است۔ و آن متبدل و متجدد میگردد۔ مع الانفاس و الآنات در ہر آنے عالمے بعدم میرود و مثل آن بوجود می آید و اکثر اہل عالم ازین معنی غافل اند۔ کما قال سبحانہ تعالےٰ۔

بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ ۲۶ پ سورۃ القاف

و از ارباب نظر کسے برین مطلع نشدہ است۔

تجلی چھبیسوین

ق

ارشادِ جنابِ شیخ اکبر
ہے فصِّ شعیب مین مقرّر

عین واحد ہے فی الحقیقت
ہستی کی جو ایک ہے حقیقت

جسمین اعراض ہین فراہم
فرماتا ہے شیخ اسیکو عالم

ہر دم رد و بدل ہے اسمین
ہر آن نیا عمل ہے اسمین

ہر دم عالم عدم مین جاتا
پھر مثل اسکے وجود پاتا

عالم والے ہین اس سے غافل
اکثر معنی سے اسکے جاہل

دیکھو تو ذرا اٹھا کے قرآن
ہے سورۂ قٓ مین یہ فرمان

بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ پارہ ۲۶ -

بلکہ ان پر ہے شک کا پرتو
پیدا کرنے سے از سر نو

علما جو صاحب نظر ہین
اسکے معنی سے بیخبر ہین

مگر اشاعره در بعضی اجزای عالم
که اعراض است. حَیثُ قَالُوا الاَعرَاضُ
لَا یَبقیٰ زَمَانَینِ. و دیگر حسبانیه که معروف
اند به سوفسطائیه.
در همه اجزای عالم چه جواهر و چه اعراض
و هریک از فریقین من وجهی
خطا کرده اند اما اشاعره بسبب آنکه
اثبات جواهر متعدّده کرده اند.
ورای حقیقت وجود و اعراض
متبدله متجدّده را بانها قایم داشته
وندانسته اند که عالم بجمیع اجزا
نیست.

کرتے ہیں اشاعرہ یہ معنی | اسطرح انہون نے اسکو جانا
یعنے عالم کے بعض اجزا | رہتے نہین دو زمان مین یکجا
حسبانیہ لقب ہے جنکا | سوفسطائی ہے عُرف انکا
ق
اسطرح سے ہے بیان انکا | بعضے نہین بلکہ جُملہ اجزا
یعنے جوہر عرض یہ باہم | جُملہ اجزا ہین درج عالم
ہر ایک فریق نے خطا کی | جانی نہین عینیت خدا کی
ہے اہل اشاعرہ مین اثبات | جوہر مین بہت سوائے یک ذات
یعنے کہ وجود کی حقیقت | جوہر کو نہین ہے اس سے نسبت
جوہر اور عرض یہ دُونون ملکر | تبدیل مین آرہے ہین یکسر
پر دونون نے نہ جانا اصلا | ہردم ردّ و بدل ہے ایسا

اجزا عالم کے سب عرض ہین
تبدیل مین جاری الغرض ہین

مگر اعراض متجدّدہ متبدّلہ مع الانفاس و الآنات کہ در عین واحد جمع شدہ اند و در ہر آنے ازین عین زایل میشوند۔

و امثال انہا بوے متلبس میگردند۔

پس ناظر بواسطہ تعاقب امثال در غلط می افتد۔

و می پندارد کہ آن امریست واحد مستمر۔

کما یقول الاشاعرۃ فی تعاقب الامثال علی محلّ العرض من غیر خلوّ ان من شخص من العرض المماثل للشخص الاوّل فیظن النّاظر انّھا امرٌ واحدٌ مستمرۃ

اعراض نئے بدل رہے ہیں
عین واحد میں ہیں فراہم
ہر آن میں مثل انکے پیدا
ناظر اسے دیکھکر پیلے
ہے قول اشاعرہ کا جسمین
عالم اعراض کا محل ہے

ہر آن نئے اُنکل رہے ہین
زائل ہوتے چلے ہیں ہر دم
ہو کر متکثر ہیں پھر ہویدا
دہوکے ہی میں پڑ گیا ہے
امثال کا ہے تعاقب جسمین
جسکا ہر آن میں بدل ہے

اک آن میں ہے کسی کا جانا
اور دُوسرا مثل اُس کے آنا
آنا جانا رہا مسلسل
ہے ایک کا اک عرض مماثل
ناظر کا گمان بس یہی ہے
اِک ہی شے ہے جو چل رہی ہے

رباعی

بحریست نہ کاہندہ نہ افزاینده
امواج برو رونده و آینده
عالم چو عبارت از همین امواجست
نبود دو زمان بلکه دو آن پاینده

رباعی

عالم بود ار نہ زعبرت عاری
وندر همه طورهای جاری
نهر جاری بطورهای طاری
سریست حقیقت الحقایق ساری

اما خطاء سوفسطائیہ آنست کہ مع قولہم بالتبدل فی العالم باسرہ متنبہ نشدہ اند بآنکہ یک حقیقت است کہ متلبس میشود بصور و اعراض عالم موجودات متعینہ متعددہ مینماید و ظہور نیست او را در مراتب کونی جز باین صور و اعراض چنانکہ وجود نیست درخارج بدون او۔

گھٹتا بڑھتا نہین سمندر — آتی جاتی ہین موجین یکسر
عالم ہے مثال موجِ دریا — جسمین نہ زمان نہین ہین تجلی
پانی جس طرح سے روان ہے — عالم پایندہ اور روان ہے

عالم جو گذر رہا ہے اُسکو — عبرت کی نگاہ سے تو دیکھو
بھتی چلی جا رہی ہے اک نہر — اور اُسیہ روان ہین لہرین یہہ
یہہ نہر جو ایکسان ہے جاری — لہرونمین یہہ کیفیت ہے ساری
ہے بھید سمجھنے کی یہہ لایق — ساری ہے حقیقت الحقایق

سوفسطائی کی یہ خطا ہے — اُن کا یہہ قول ناروا ہے
یعنی عالم مین ہے تبدل — آگاہ نہین وہ اس سے بالکل
آگر کثرت مین اک حقیقت — موجود جہان کی پائی صورت
جو کچھہ ہے یہ اختلاف ظاہر — اعراض و صور مین صاف ظاہر
خارج مین وجود ہی نہین ہے — بس عین ہی عین ہر کہین ہے

رباعی

سوفسطائی که از خرد بیخبر است
گوید عالم خیالی اندر گذر است
آرے عالم همه خیالست و لے
پیوسته در و حقیقتے جلوه گر است

واما ارباب کشف وشهود می بینند که حضرت حق سبحانه تعالیٰ در هر نفسے متجلیست تجلّی دیگر۔ و در تجلّی او اصلاً تکرار نیست یعنی در دو آن بیک تعین و یک شان متجلی نمیگردد بلکه در هر نفسے به تعین دیگر ظاهر میشود و در آنے بشانے دیگر متجلی میگردد۔

سوفسطائی نہ راہ پر ہین — گمراہ ہین اس سے بےخبر ہین
اُنکا ہے سخن خرد سے خالی — عالم کو جو کہتے ہین خیالی
بیشک عالم تو ہے خیالی — لیکن وہ خیال کب ہے خالی
دایم یہ خیال کی ہے حالت — جلوہ گر اس مین ہے حقیقت

لیکن وہ اصل بات اگر ہے — مشہود وہ اہل کشف پر ہے
وہ حق سبحانہ تعالےٰ — ہر دم متجلّی ہونیوالا
ہر شان مین اک نئی تجلّی — ہر آن مین اک نئی تجلّی
جو ہو گئی وہ نہ آئیگی پھر — کچھ اور ہی شان لائیگی پھر
آئے نہ وہی تجلّی ہر بار — اصلا ہو گی نہ اُس کی تکرار
ایسی نہ تجلّی سکو تو جان — دو آن مین اک تعین اک شان

ہر شان مین اک نیا تعین -
ہر آن مین اک نیا تعین

رباعی

هستی که عیان نیست دو آن در شانی
در شان دگر جلوه کند هر آنی
این نکته بجو ز کل یوم فی شان
گر بایدت از کلام حق برهانے

و سر درین آنست که حضرت حق را سبحانه تعالے اسماء متقابله هست بعضے لطفیه و بعضے قهریه- و همه دایما در کار اند- و تعطیل بر هیچ یک جائز نه پس چون حقیقتے از حقایق امکانیه بواسطه حصول شرایط و ارتفاع موانع مستعد وجود گردد- رحمت رحمانیه او را دریابد-

ہر دم یک شان مین وہ ہستی | دو آن مین ایکسان نہوگی
جلوہ فرما ہے وہ ہر اک آن | جسکی ہر دم نئی ہے اک شان
یہ نکتۂ حق ہے جسکی برہان | قرآن مین ہے کل یوم فی شان
جو ہے سیدھا اسمین اسکو سمجھے | اسماء متقابلہ مین حق کے
لطفیہ ہین بعض نام اسکے | قہریہ ہین بعض نام اسکے

جتنے ایسے ہین نام معروف
اپنے کامون مین سب ہین مصروف

سبکو کرنی ہے اسکی تعمیل | جایز نہین ایک کو بھی تعطیل
پس امکانی جو ہین حقایق | ہر ایک مین حقیقت اپنے لایق

جب اسکی حقیقت شروط راست آئین
اور انکے ممانعات جائین

وہ مستعد وجود اگر ہو | رحمت رحمان کی کارگر ہو

در وی افاضۂ وجود کند و
ظاہر وجود بواسطۂ تلبیس بآثار واحکام
آن حقیقت متعین گردد بتعینے خاص۔
و متجلی شود بحسب آن تعین۔
بعد ازان بسبب قہر احدیت حقیقی کہ
مقتضی اضمحلال تعینات و آثار کثرت
صوریست از آن تعین منسلخ گردد۔
و درہمان آن انسلاخ بر مقتضای
رحمت رحمانیہ۔
بتعینے دیگر خاص۔کہ مماثل تعین
سابق باشد متعین گردد و در آن ثانی
بقہر احدیۃ مضمحل گردد۔

تاثیر دکھائے اسم رحمان
جب اسپہ وجود کا ہو فیضان

لیکر احکام اور مواثر
آتا ہے نظر وجود ظاہر

اک خاص وجود کا تعین
ہوجاتا ہے وہ بالتعین

یان حسب تعین اک حقیقت
بنتی ہے تجلی پاکے صورت

بعد اسکے وہ شان نام باقی
قہر حدیثہ حقیقی

جتنے کہ تعین اور ہین
انکی کثرت سے جو صور ہین

اس قہر کا بس یہی اثر ہو
کرتا ہے مضمحل اثر کو

ظاہر جو ہوا تھا اک تعین
کر دیتا ہے محو بالتعین

کرتے ہی یہ محو اسکو اک آن
رحمن کی رحمت آگئی وان

پہر خاص تعین اس مین پیدا
پہلے ظاہر ہوا تھا جیسا

سابق کی طرح تعین آئے
پہر اسکو اک آن مین اڑائے

تعینے دیگر بر رحمت رحمانیہ حاصل اید هذا الا ما شاء الله پس در هیچ دو آن بیک تعین تجلّی واقع نشود۔

و در هر آنے عالمے بعدم میرود و دیگرے مثل آن بوجود می آید۔ اما محجوب بجهت تعاقب امثال و تناسب احوال می پندارد که وجود عالم بر یک حال ست و در ازمنه متوالیه بر یک منوال۔

رباعی

سبحان الله نه ز خلق او نبود و در هر نفسے برد جهانے بعدم
مستجمع فضل و کرم و رحمت و جود و آرد دگرے چو آن جهان هم بوجود

رحمت رحمٰن کی پھر ہو موجود　　کردے پھر قہر اُسکو مفقود

ایسی ہی رہے ہر ایک تجلی　　جب تک کہ رہے خدا کی مرضی

وہ آن مین ایک ہی تعین　　پائے نہ تجلی بالیقین

پس اک عالم ہوا جو مفقود　　پھر دوسرا مثل اُسکے موجود

ق
لیکن محجوب ہے جو عاری　　یہ اسکی نگاہ مین ہے طاری

امثال کا دیکھکر تعاقب　　احوال کا دیکھکر تناسب

دہوکا وہ سخت کہا رہا ہے　　پہلے اسکو یقین آرہا ہے

عالم کا وجود ہے جو دائم　　بس ایک ہی حال پر ہے قائم

یارب تجھ مین ہین صفت وجود　　فضل و کرم اور رحمت وجود

لیجاتا ہے تو ایک دم مین　　اس سارے جہان کو عدم مین

مثل اُسکے دوسرا اُسی دم
لاتا ہے وجود مین تو عالم

رباعی

انواعِ عطا اگرچہ خدا می بخشند
در ہر آنے حقیقتِ عالم را
ہر اسم عطیہ جدا می بخشند
یک اسم فنا یکے بقا می بخشند

دلیل ہر آنکہ مجموع اعراض مجتمعہ است در عینِ واحد کہ حقیقۃ وجود است آنست کہ ہرچند حقایق موجودات را تحدید میکنند در حدود ایشان غیر۔ از اعراض چیزے ظاہر نمیشود۔ مثلاً وقتیکہ گویند انسان حیوان ناطق است و حیوان جسمِ نامیست وحساس ومتحرک بالارادہ۔ وجسم جوہریست قابل مرابعا وثلثہ را وجوہر موجودیست لافی موضوع۔

انواع عطا ہند اہی بخشتے
ہراسم عطا جدا ہی بخشتے

ناموں سے حقیقت جہان کو
ہرآن فنا بقا عطا ہو

اسطرح دلیل سے عیان ہے
جسکا بیان ذیل مین بیان ہے

جوکچھہ کہ وجود کی ہی حالت
عین واحد ہے فی الحقیقت

جس مین اعراض مین فراہم
ہین جمع تعینات باہم

تجدید وجود مین کما ہی
کرتے ہین حقایق الٰہی

جوانکے حدود مین ہین ظاہر
اعراض ہی دیکھتا ہے ناظر

مثلاً کوئی کہے کہ انسان
گویا ناطق ہے ایک حیوان

جسم اور نمو حس و حرکت
حیوان کے حدود کی ہے خصلت

اور جسم ہی جوہر اصل کا بل
تینون ابعاد کے ہے قابل

جوہر موجود ایک ہی ہے
اور وہ موضوع سے بری ہے

وموجود ذاتیست که مرا ورا تحقق وحصول باشد
درین حدود هر چه مذکور میشود همه از قبیل اعراض است
الا آن ذات مبهم که درین مفهومات ملحوظ است۔
زیرا که معنی ناطق ذات له النطق است۔ ومعنی
نامی ذات له النمو۔ وهکذا فی البواقی۔ وان ذات
مبهم عین وجود حق وهستی حقیقی است که قائمست
بذات خود۔ ومقومست مراین اعراض را۔
وآنکه ارباب نظر میگویند۔ که امثال این مفهومات
فصول نیستند بلکه لوازم فصول اند۔ که بآن از
فصول تعبیر میکنند بواسطه عدم قدرت بر تعبیر
از حقایق فصول بر وجهیکه ممتاز شوند از ماعدای
خود بغیر این لوازم۔

موجود ہے ذات بالتحقیق — جسکو ہے حدود مین تعلق
جو کچہ کہ بیان ہوا ہے مذکور — اعراض کی روسی ہے یہ مشہور
لیکن ان مین وہ ذات مبہم — ملحوظ ہے اور ہے مسلم
ثابت یہ ہوا نہ روے منطق — جس ذات مین نطق ہو ہے ناطق
جس ذات مین ہو نمو ہے نامی — ایسا ہی سمجہ لو ہین جو باقی
ذات مبہم ہے ہستی حق — عین وجود ذاتی حق
جو ذات سے اپنی خود ہے قایم — دیگر اعراض کی مقوّم ہے
ارباب نظر کا یہ بیان ہے — غلطی جس قول سے عیان ہے
جتنے مفہوم کے ہین امثال — ہونگے نہ فصول وہ بہرحال
ہین بلکہ لوازمات انکے — رکہے ہین فصول نام جنکے
کہتے ہین کہ امر ہے یہ دشوار — فصل و حقایقونکا اظہار
اس طور کہ اپنے ماسوا سے — ممتاز ہین بغیر انکے

یا لوازمیکہ ازینہا اخفی باشد مقدمہ ایست ممنوع
وکلاییست ناممسوع وبرتقدیر تسلیم ہرچہ
نظر باجوہر ذاتی باشد قیاس بآن عین
واحد عرضی خواہد بود زیراکہ اگرچہ ذاتلیست
در حقیقت جوہر خارج است ازآن عین واحد
وقایم است باد دعوے آنکہ اینجا امرے
ہست جوہری وراے عین واحد
در غایتہ سقوط است بالتخصیص
وقتیکہ کشف ارباب حقیقت
کہ مقتبس است از مشکوٰۃ نبوۃ
بخلاف آن گواہی دہد ومخالفت
ما جز باشد ۔

یا اُن سے لوازمے ہوں مخفی	کچھہ بات نہین ہے یہہ سمجھہ کی
یہہ ایک مقدمہ ہے ممنوع	دراصل ہے امر غیر مسموع
بر تقدیر ایسا گر ہُوا ہُو	تسلیم بھی کیجیے تو کیا ہو
عین واحد کا ذاتی جوہر	رہجائیگا عرض ہی بسکر
کیونکہ گر ہو یہہ امر حاصل	جوہر کی حقیقتون مین داخل
خارج یان عین سے رہا ہے	اور قایم اس سے ہوگیا ہے
دعوے انکا یہی ہولا ہے	جوہر اس عین کے سوا ہے
عین اور جوہر کو غیر سمجھا	دعوے ساقط دلیل بیجا
ہے کشف صحیح اہل حق کا	مشکوۃ نبی سے نور پایا
یہہ کشف حقایق الہی	دیتا ہے خلاف مین گواہی

ہو جائے اگر وہ اس سے واقف
عاجز ہو دلیل مین مخالف

از اقامتِ دلیل واللہ یقول الحق
وہو یہدی السبیل پ۲۱ ع ۱ الاحزاب ۳۳

رُباعی

تحقیق معانی ز عبارات مجو
بی رفع قیود و اعتبارات مجو
خواہی یابی ز علّتِ جہل شفا
قانون نجات از اشارات مجو

رُباعی

گشتی بوقوف ہر مواقف قانع
شد قصد مقاصد ز مقصد مانع
ہرگز نشود تا نکنی رفع حجب
انوار حقیقت از مطالع طالع

والله یقول حق ہے آیت — سید ہے رستہ کی ہے ہدایت
حق بات ہے حق سنانیوالا — سیدہا رستہ بتانیوالا

تحقیق معانی مجنون سے
حاصل نہوان عبارتون سے

اٹھہ جاے جو قید اعتبارات — معنی نجائین خود عبارات
بیماری جہل تجھہ مین گر ہو — کوئی نسخہ نہ کارگر ہو

قانون شفا بھی ہو فقتولات
تجھکو نہ نجات دین اشارات

قانع نکرین تجھے مواقف — ہوگا نہ مقاصد سے واقف
جب تک نہ حجاب دور ہوگا — کب سامنے حق کا نور ہوگا

پردہ نہ اٹھائینگے مطالع
انوار خدا نہونگے طالع

رُباعی

در رفعِ حُجُب کوش نہ در جمعِ کُتُب
کز جمعِ کتب نمیشود رفعِ حُجُب
در طیِ کتب کجا بود نشئہ حُب
طی کن ہمہ را و عُد الی اللہ و تُب

لائحہ بست و ہفتم

عظیم ترین حجابے وکشف ترین نقابے جمال وحدت حقیقی را تقیدات و تعدداتیست کہ در ظاہر وجود واقع شدہ است بواسطہ تلبس آن باحکام وآثار اعیان ثابتہ در حضرت علم کہ باطن وجود است و محجوبان را چنان مینماید کہ اعیان موجود شدہ اند در خارج وحال آنکہ بوئے از وجود خارجی بمشام ایشان نرسیدہ است۔

جو رفع حجب سے جلوہ گر ہو | وان جمع کتب نہ کارگر ہو
گو تو نے بہت کتب کیے جمع | پر تیرے حجب نہون کبھی رفع
الفت کا نشہ بری بلا ہے | اس طی کتب سے کیا ملا ہے
گر دان کتابین ساری جاکر | وہ مصحف رخ مطالعہ کر
اللہ کیطرف رخ اپنا پھیر | توبہ کرنے مین کر نہ کچھ دیر

تجلی ستائیسوین

وحدت کے حجاب ہین مقید | وحدت نے نقاب مین ہین تعدد
وحدت کا ہوا ظہور جسدم | ظاہر مین وجود پائی اسدم
لیکن اعیان کے حکم و آثار | ہے شکل وجود مین نمودار
جو حضرت علم مین ہین مخفی | اور علم ہے باطن وجودی
محجوبون کو یہ ہے نمایان | خارج مین عیان ہوئے ہین اعیان
حالانکہ وجود خارجی کی | بو تک اعیان کو نہ پہونچی

وہمیشہ بر عدمیّت اصلی خود بوده اند وخواہند بود

وانچہ موجود ومشہود است حقیقت وجود است اما

باعتبار تلبس باحکام وآثار اعیان نہ از حیثیت تجرد

از انہا زیرا کہ ازین حیثیت بطون وخفا از لوازم اوست

پس فی الحقیقت حقیقت وجود ہمچنان بر وحدت حقیقی خود است

کہ ازلاً بوده وابداً خواہد بود - اما بنظر اغیار بسبب

احتجاب بصورت کثرت احکام مقید ومتعین در

می آید ومتعدد ومتکثر مینماید -

رباعی

بحریست وجود جاودان موج زنان ... زان بحر ندیده غیر موج اہل جہان

از باطن بحر موج بین گشتہ عیان ... بر ظاہر بحر و بحر در موج نہان

یہہ اصل عدم پر اپنے قایم / تھے اور ہین اور رہینگے دایم

موجود جو کچھہ ہے فی الحقیقت / بس ایک وجود کی حقیقت

لیکن اعیان کے ہین یہہ احکام / ظاہر ہین لباس مین بالاتمام

احکام اعیان جدا نہین ہین / کچھہ ایک سے اک سوا نہین ہین

کیونکہ یہہ بطون اور مخفی / ہین سارے لوازم وجودی

بس اصل وجود کی حقیقت / وحدت مین ہے اپنی فی الحقیقت

جس حال مین تھی ازل سے جیسی / ویسی ہی وہ تا ابد رہیگی

محجوب جو ہے بچشم اغیار / ہین اوسکے سبب یہ قید و آثار

وان ایک وجود تھا جو ہے یان / تعداد کثیر سے ہے نمایان

ہے ذات وجود اک سمندر / بے پایان موج زن ہے یکسر

جیسے کیا بحر کا تماشا / جز موج کے اوسمین کچھہ نہ دیکھا

دریا کے بطون سے نمایان / بس موج ہی موج کا ہے سامان

رُباعی

بنگر بجهان سرّ الهی پنهان | چون آبِ حیات در سیاهی پنهان
پیدا آید به بحر ماهی انبوه | شد بحر درانبوهی ماهی پنهان

هرگاه که چیزے در چیزے نموده میشود ظاهر غیر مظهر است یعنی ظاهر دیگر و مظهر دیگر است و ایضاً آنچه نموده میشود از ظاهر در مظهر شبح و صورت است نه ذات و حقیقت الا وجود حق و هستی مطلق که هر جا که ظاهر است عین مظاهر است و در همه مظاهر بذاته ظاهر۔

ق

موجین لیتا ہوا سمندر — باطن سے ہے بحر ہی باہر
اس بحر سے موج ہی عیان ہے — پر موج مین بحر خود نہان ہے

تاریک جہان مین سر حق کو — مثل آب حیات دیکھو
مچھلی مچھلی بھرا ہے دریا — مچھلی سے ہی چھپا ہے دریا

جو شے جس چیز مین ہے ظاہر — ظاہر ہے وہ بغیر مُظہر
یعنے ظاہر کچھہ اور ہوگا — مظہر کا اور طور ہوگا

ظاہر مظہر مین ہے جو صورت
وہ ذات نہین نہ ہے حقیقت

لیکن یہ وجود ہستی حق — خود ذات ہی فی اتہ ہے وہ مطلق
سب جا ہستی حق ہے ظاہر — ظاہر ہی بنا ہے یان مظاہر

یعنی کہ ہین جسقدر مظاہر
مطلق ہستی ہے انمین ظاہر

رباعی

گویند دل آیینهٔ آیین عجب است　　در وی رخ شاهدان اخروی عجب است

در آینه روی شاهدان نیست عجب

تو شاهد و تو آیینه و این عجب است

رباعی

[illegible] با تو شاهد　　[illegible] آینه گشت هم پدید و هم [illegible]

[illegible] لطف [illegible] همه [illegible] نهان

[illegible] پدید [illegible] تو

[illegible]

حقیقت هستی [illegible] شیون و صفات و نسب و اعتبارات که

حقائق همه موجودات [illegible] در حقیقت [illegible] ساری است

آئینِ دل آئینہ عجب ہے — اس میں جو ہے وہ دلبر عجب ہے
آئینہ میں شاہدوں کا چہرا — آجاتا ہے نظر تیرا عجب کیا
ہاں سب سے عجیب تیرا ہے شہ — شاہد ہے وہی وہی ہے تیرا

اس آئینہ میں جو کچھ جلا ہے — تیری صورت کا پرتوا ہے
اک آئینہ کبھی نہ ایسا دیکھا — جس میں ہو تیرا جلوہ ہویدا
ہاں بلکہ ہے خاص لطف تیرا — سب آئینوں میں تیرا ہی جلوہ
آئینوں میں عین دید ہے تو — بے صورت ہو دید ہے تو

تجلی اٹھائیسویں

ہستی تیری اک حقیقت ذات — با شان و صفات و اعتبارات
موجود جہاں کے سب حقائق — درج ہستی کے ہیں بہ لائق
با جملہ شیون ہیہ ذات باری — ہر اک موجود میں ہے ساری

ولہذا قیل کل شئ فیہ کل شئ صاحب گلشن راز گوید

شعر

دل یکقطرہ را گر بر شگافی
برون آید از و صد بحر صافی

رباعی

ہستی کہ بود ذات خداوند عزیز
اشیا ہمہ در وی اند و وی ہمہ نیز
اینست بیان آنکہ عارف گوید
باشند ہمہ چیز مندرج در ہمہ چیز

لائحہ سیت ونہم

ہر قدرت و فعل کہ ظاہر از مظاہر صادر میشود از ایشان در مینماید فی الحقیقۃ از حق ظاہر در ان مظاہر ظاہر است نہ از مظاہر شیخ رحمہ در حکمت علیہ میفرماید ۔

کُل فی الکل جو مسئلہ ہے		جانے وہی جسکو حوصلہ ہے
یعنے ہر شئے مین کل ہی داخل		داخل ہر شئے مین شے ہی کامل
فرمان جناب گلشن راز	شعر	جا بانی جسکے ہین نغمہ پرداز
دل کو قطرہ کے تم جو چیرو		تو صاف سمندا سمین دیکھو
ہستی جو ہے عین نور انسبحان		سب اُس مین وہ سب مین ہے نمایان

عارف نے کہا ہے کر کے تمیز
ہر چیز مین مندرج ہے ہر چیز

تجلی اتیسوین

جو فعل کسی سے گر ہو صادر
دراصل وہ فعل حق ہے ظاہر

قول شیخ علیہ رحمہ　　ہے نسبت حکمت علیہ

لا فعل للعین بل الفعل الیهما فیهما فاطلهمانت العین ان یضاف الیهما فعل پس نسبت و قدرة و فعل بنده از جهت ظهور حق است بصورت او نه از جهت انفس او والله خلقکم وما تعملون میخوان و وجود قدرت و فعل خود را از حضرت بیچون میدان ۔

رُباعی

از ما همه عجز و نیستی مطلوبست
هستی و توانگری ز ما مسلوبست
این اوست پدید آمده در صورت ما
این قدرت و فعل از آن با ما منسوبست

جو فعل کہ عین میں ہے ظاہر
اُس فعل پر اُسکا رب ہے قادر

اور عین ہے مظہر اُسی پر
یہہ فعل مضاف ہے کسی پر

بندہ کا یہہ فعل اور یہہ قدرت
ان سبکو مجاز سے ہے نسبت

بندہ تو بادی النظر ہے
حق آپ ہی اس میں جلوہ گر ہے

پس فعل ہوا ہے حق سے منسوب
بالکل بندہ سے ہے یہہ مسلوب

قرآن میں پڑھکے پاؤ عبرت
ستائیسویں میں سورہ کی آیت

وَاللّٰہُ خلقکم بما تعملون

تمکو اور یہہ عمل تمہارے
حق نے پیدا کیے ہیں سارے

تمکو کاموں سے ہے جو نسبت
حق ہی کی ہے انمیں ساری قدرت

ہم سے ہستی یہہ پوری مسلوب
یاں نیستی عاجزی ہے مطلوب

منسوب جو فعل عبد یاں ہے
رب عبد کی شکل میں عیاں ہے

رباعی

چون ذات تو منفی بود ای صاحب هش
از نسبت افعال بخود باش خمش
شیرین مثلی شنو مکن روی ترش
ثبت العرش اولاً ثم النقش

رباعی

وصافی خود بر خصم حاسد تا کی
ترویج چنین متاع کاسد تا کی
تو معدومی خیال هستی از تو
فاسد باشد خیال فاسد تا کی

لایحه سیم

چون صفات و احوال و افعال که در مظاهر ظاهر است فی الحقیقة مضاف بحق ظاهر در آن مظاهر است

جب خود معدوم ہے تیری ذات | اپنے افعال مین نہ کر بات

مرغوب مثل مزہ سے سنئیے
چھپت ہیملے جما کے نقش کھینچئے

حاسد کے بہروسے اپنی تو صیف | تجھ مین کب تک ہے بہہ تعریف
چیز ایسی گہٹی ہوئی دکہائے | کب تک یہ غلط رواج پائے

معدوم ہے تو بحالِ ہستی
فاسد ہے تیرا خیال ہستی

تجلی تیسوین

ظاہر ہین مظاہرون مین ہر حال
سب ان کے صفات اور افعال

حق سے ہین مضاف فی الحقیقۃ | ظاہر سب مین ہے ایک صورت

پس اگر احیاناً در بعضے از انہا شرّے و نقصانے واقع باشد از جہت عدمیّت امرے دیگر تواند بود زیرا کہ وجود من حیث ہو وجود خیر محض است و از ہر امر وجودیکہ شرّی متوہم میشود بواسطۂ عدمیت امر وجودے دیگر است نہ بواسطۂ آن امر وجودی من حیث ہوا امرٌ وجودیٌ۔

رباعی

ہر نعت کہ از قبیل خیر است و کمال	باشد ز نعوت ذات پاک متعال

ہر وصف کہ در حساب شر است و وبال
دارد بقصور قابلیات مآل

حکما در آنکہ وجود خیر محض است۔ دعوے ضروری کردہ اند و از برائے توضیح مثالی چند آوردہ و گفتہ ۔

احیاناً بعض مین بدی ہو
یا کچھ نقصان عارضی ہو

کوئی عدمیت امر کی ہے
خود ان مین ہی بات کچھ بری ہے

اک حال پہ ہے وجود قایم
ہے خیر ہی خیر محض دایم

جو بات وجود مین ہو شر کی
اور ہمکو بری دکھائی دیتی

وہ اور وجود کا عدم ہے
جسمین عدمیت اتم ہے

تم اصل وجود کو نہ جانو
غیر خیر کے جسمین کچھ نہ شر ہو

خیر اور بھلائیان ہین جتنی -
جملہ ہین یہہ وصف ذات باری

شر اور بدی کے اتصافات
ہین وجہ قصور قابلیات

دعوی حکما کا ہے یہ اکثر
بس خیر وجود ہے سراسر

اثبات مین کی بہت صراحت
دی ہے تمثیل با وضاحت

که بر د مثلاً مفسد ثمار و شر است نسبت با ثمار ترتیب او - نه از آن جهت است که کیفیتے از کیفیات است زیرا که او زین جهت کمالیست از کمالات بلکه از آنجهت است که سبب شده است مر عدم وصول ثمار را بکمالات لایقه خود و همچنین قتل مثلاً که شر است شریت او نه از جهت قدرت قاتل است بر قتل یا قاطعیت آلت یا قابلیت عضو مقتول مر قطع را بلکه از جهت زوال حیاتست و آن امر بسیت عدمی الیٰ غیر ذالک من الامثلته ۔

رُباعی

هر جا که وجود کرده سیر است ای دل
میدان بیقین که محض خیر است ای دل
هر شر ز عدم بود عدم غیر وجود
پس شر همه مقتضائی غیر است ای دل

مثلاً میوے ہین جتنے سڑتے	سردی کے سبب سے ہین بگڑتے
دراصل تو حال یہہ نہین ہے	میوے کا کمال یہہ نہین ہے
بلکہ سردی ہے اسکی عائل	جو اسکے کمال کی ہے حائل
ایسی ہی مثال قتل کی ہے	جسمین بوری بدی بہری ہے
قاتل کی نہین کچھ اسمین تقصیر	جسکی قدرة مین کب ہے تاثیر
کاٹی نہین اسکو تیغ قاتل	مقتول کا عضو ہے قابل
بلکہ اک امر عارضی ہے	جو وجہ زوالِ زندگی ہے
امر عدمی کو ماننے کی	ایسی تو مثالین ہین بہت سی
ای دل ہے جہانِ وجود کی سیر	یہہ جان ہے محض خیر ہی خیر
شر مین عدمیتِ اتم ہے	جب ہو نہ وجود وہ عدم ہے

یان عین وجود خیر پر ہے
بس غیر کے مقتضا سے شر ہے

لائحہ سی ودوم

شیخ صدر الدین قونوی قدس اللہ تعالیٰ سرہ در کتاب
نصوص میفرماید کہ علم تابعست مر وجود را بآن معنی کہ
ہر حقیقتی از حقایق را کہ وجود است علم است وتفاوت
علم بحسب تفاوت حقایقست در قبول وجود کمالاً
ونقصاناً پس انچہ قابلست مر وجود را علی الوجہ الاتم و
الاکمل قابلست مر علم را علیٰ ہذا الوجہ وانچہ قابل است
مر وجود را علی وجہ الانقص متصف است
بہ علم علی ہذا الوجہ ومنشاء این تفاوت
غالبیت ومغلوبیت احکام وجوب و
امکانست درحقیقت کہ احکام وجوب
غالبست ترانجا وجود علم کاملتر۔

تجلی اکتیسوین

صدرالدین شیخ قونوی کا | فرمان نصوص مین ہے ایسا
ہے علم وجود ہی کا تابع | اس معنی پر یہہ ہوگا نافع
رکھتی ہے وجود جو حقیقت | ہوگا علم اسکو فی الحقیقت
پر حسب تفاوت حقایق | ہوگا وہ علم اسکے لایق
جسکے قابل وجود ہو یان | خواہ اسمین کمال ہو کہ نقصان
جیسا ہو وجود جسکے قابل | ویسا ہے یہ علم اسپر عامل
قابلیت علم گر اہم ہو | اسمین وہ کمال بھی اتم ہو
گر علم وجود ہو نہ خالص | اسوجہ سے وصف بھی ہو ناقص
امکان و وجوب مین بالاتمام | غالب مغلوب ہین یہ احکام
ظاہر جو ہی فرق فی الحقیقت | بس ہے یہی باعث تفاوت
احکام وجوب ہون جو عامل | اسجا ہے وجود و علم کامل

و در ہر حقیقت کہ احکام امکان غالب تر وجود علم ناقص تر
وغالباً کہ خصوصیت حکم تابعیت علم مر وجود راکہ در
کلام شیخ واقع شدہ است بر سبیل تمثیل است الا جمیع
کمالات تابعہ مر وجود را چون حیات و قدرت
و ارادت وغیرہا ہمین حالست وقال بعضہم
قدس اللہ تعالے اسرارہم ہیچ فردے از افراد
موجودات از صفت علم عاری نیست اما علم بر دو
وجہ است یکے آنکہ بحسب عرف آنرا علم می گویند
و دیگرے آنکہ بحسب عرف آنرا علم نمیگویند۔
و ہر دو قسم پیش ارباب حقیقت از مقولہ علم است
زیرا کہ ایشان مشاہدہ می کنند سرایت علم
ذاتی حق را سبحانہ تعالیٰ در جمیع موجودات ۔

غالب آئین جو حکم امکان — وان علم و وجود کا ہے نقصان

اس حکم کی خاص ہے جو خصلت — ہے علم کی جس سے تابعیت

ہو کر احکام ہی کا شامل — وہ خاص وجود پر ہے عامل

صدر الدین قونوی کا فرمان — تمثیل کی حیثیت سے ہے بیان

ورنہ جتنے ہین یہ کمالات — تابع ہین وجود کے بدرجات

قدرت اور حیات اور ارادت — مثل علم انکی بھی ہے حالت

بعضون کا بیان ہے یہ عالی — موجود نہ علم سے ہے خالی

اشیاء موجود ہین جو ساری — کوئی نہین علم سے ہے عاری

پر علم کی وجہ دو ہین معروف — موصوف ہی اور نہین ہین موصوف

اک عرف سی علم یہ کہین ہے — اک عرف سے علم ہی نہین ہے

علم اہل شہود کو نمایان — ہے انکی نظر مین دونون یکسان

یعنے یہ علم ذات باری — جملہ موجود مین ہے ساری

و از قبیل قسم ثانی آبست مثلاً که بحسب عرف آنرا عالم نمیدانند اما می بینیم او را که تمیز میکند میان بلندی و پستی و از بلندی عدول میکند و بجانب پستی جاری میگردد و همچنین در خلل جسم متخلخل نفوذ میکند و ظاهر جسم متکاثف را ترطیب میکند و میگذرد الی غیر ذلک پس از خاصیت علم است جریان وی بر مقتضای قابلیت قابل و عدم مخالفت با آن الا در این مرتبه علم در صورت طبیعت ظاهر شده است علی هذا القیاس۔

سرایت العلم فی سائر الموجودات بل سرایة جمیع کمالات التابعة للوجود فی الموجودات باسرها

رباعی

هستی بصفاتیکه درو بود نهان
دارد سریان بهمه اعیان جهان

هر وصف زعینیکه بود قابل آن
بر قدر قبول عین گشت است عیان

جو عرف ہے از قبیل پانی | اس علم کی ہے مثال پانی
پانی کو تو علم کچھہ نہین ہے | پر اسکو تمیز ہر کہین ہے
یعنی کہ بلندیون سے بہنا | اور پست جگہ مین جم کے رہنا
یہہ خالی مسام مین در آئے | جاذب اجسام مین در آئے
اونچے سے اس کا ہے گذرنا | پستی مین جوف کو ہے بہرنا
خاصیت علم بہی ہے ایسی | قابل اسکے ہو چیز جیسی
لیکن ہے علم کی یہہ حالت | ظاہر ہے بصورۃ طبیعت
ایسا ہی علم کا بھی جریان | جملہ موجود مین ہے یکسان
بلکہ جتنے ہین سب کمالات | تابع جو وجود کے ہین بالذات
علم اور وجود کی سرایت | موجود مین ہے بلا نہایت

ہستی مین صفات ہین جو پنہان | اعیان مین ہے انکا پورا عیان
جو وصف کہ عین کا تھا قابل | ظاہر ہوا حسب عین کامل

لائحۂ سی و دوم

همچنانکه حقیقت هستی از جهت صرافت اطلاق خودش ساریست در ذوات جمیع موجودات بحیثیتیکه در آن ذوات عین آن ذواتست چنانکه آن ذوات در وے عین وے بودند همچنین صفات کامله او کلّها۔ و اطلاقها۔ در جمیع صفات موجودات ساری اند۔ بمثابه که در ضمن صفات ایشان عین صفات ایشان اند۔ چنانکه صفات ایشان در ضمن آن صفات کامله عین آن صفات کامله بودند مثلاً صفت علم در ضمن علم عالم بکلیات عین علم بکلیات و در ضمن علم فعلی و انفعالی عین علم فعلی و انفعالی۔

تجلی بتیسوین

اطلاق کی روسے باصرافت ہستی کی ہے حیطۂ حقیقت
جُملہ موجود مین ہے ساری ہے ذات مین انکی بلکہ جاری
اِس رنگ سے ہے سمائی ہستی اِن ذاتون مین عین ہی ہے انکی
ہستی جو تھی عین ذات کا مل ایسے ہی صفات بھی ہین شامل
جتنے موجود مین ہون اوصاف ہستی کے بھی ساری ان مین ہین صفات اوصاف سرایان
موجود کے وصف ہونگے جتنے وہ عین صفات انکے ہوگے
وصفِ کامل ہین وصف انکے موجود کے عین اوصافِ کاملہ تھے
بس علم کا وصف علم ہی ہین ہو عالمِ جزئیات اسی بین
جو علم کہ اس جگہ ہے اسکو وہ علم بجزئیات سمجھو
ایسا ہی ہے کلیات کا علم جیسا کہ تھا جزئیات کا علم
فعلی ہو یا ہو انفعالی عینِ علم اس سے ہے نہ خالی

و در ضمن علم ذوقی و وجدانی عین علم ذوقی و وجدانی۔

تا غایتیکہ در ضمن علم موجوداتیکہ بحسب عُرف ایشان را عالم نمیدارند۔ عین علمیست کہ لایق حال ایشان است۔

وعلی ھذا القیاس سائر الصّفات والکمالات۔

رُباعی

ای ذات تو در ذوات اعیان ساری
اوصاف تو در صفات شان متواری
وصفِ تو چو ذاتِ مطلق است اما نیست
در ضمنِ مظاہر از تقید عاری

وجدانی ہو علم یا ہو ذوقی — عینیتِ علم میں ہے وہ بھی

یاں تک اس علم کا ہے نقشا
موجود جہان کے ہیں جو اشیا

عالم جنہیں جانتے ہو جن کو — بے علم سمجھ رہے ہیں ان کو

در اصل ہے عینِ علم ان میں
لاریب جمال کے دکھاتا جن میں

ہیں علم کے عین یعنی حالات — ایسے ہی صفات اور کمالات

ساری اعیان میں ذات تیری
(سریان)
وصفوں میں نہاں صفات تیری

جس طرح تری ہے ذات مطلق — ویسی ہی تیری صفات مطلق

موجود جہان میں ذاتِ باری
نقص سے کچھ نہیں ہے عاری

لائحۂ سوم

حقیقت ہستی ذات حضرت حق است سبحانہ تعالےٰ وشیون ونسب واعتبارات آن صفات او والظہار اومر خودش را۔ متلبسہ بہذہ النسب والاعتبارات وفعل وتاثیر او وتعینات ظاہرہ مترتبہ علیٰ ہذہ الاظہار آثار او

رباعی

خود را بشیون ذات آن پردہ نشین	شدہ جلوہ دہ از مظاہر دینی و دین
زین نکتہ کہ گفتم ای طلبکار یقین	ذات و صفت و فعل و اثر جملہ ببین

لائحۂ چہارم

کلام شیخ رضی اللہ عنہ در بعضے مواضع فصوص مشعر بانست کہ وجود جمیع اعیان ممکنات وکمالات تابعہ۔

تجلی تینتیسوین

ہستی کی حقیقت اوسکی ہے ذات — وصف اوسکی شیون ہیں اعتبارات

پائے ہین نسب لباس جن مین — اظہار اسکا ہوا ہے ان مین

فعل اور اثر کا اوسکے اظہار — ہے شکل تعینات آثار

ترتیب سے ہے ظہور انکا — جو بین مین تہا ستور انکا

خود ذات ہی کے شیون مین ہی — اوریہ دہ نشئین نے کی تجلی

کونین مین جتنے ہین مظاہر — جلوے ہین اسی کے انمین ظاہر

بس دیکہہ یقین سے اے طلبگار — گر اپنی سمجہہ مین ہے تو ہشیار

نکتہ یہہ ہین لئے جو کہا ہے — فعل وصفت اور ذات کیا ہے

تجلی چونتیسوین

ہین بعض فصوص شیخ اکبر — جن مین ہے کلام انکا اظہر

ممکن اعیان وجودہی کے — اور اسکے وجود کمال تابعی کے

مر وجود را مضاف بحضرت حق است سبحانہ تعالیٰ و
در بعضی مواضع دیگر مشعر بآنکہ آنچہ مضاف بحضرت حق است
ہمین افاضۂ وجود است وبس۔ و توابع وجود از مقتضیات
اعیان ثابتہ است و توفیق میان این دو سخن آنست
کہ حضرت حق را سبحانہ دو تجلی است یکے علمی عینی کہ صوفیہ
تعبیر از ان بفیض اقدس کردہ اند۔ و آن عبارتست از
ظہور حق سبحانہ ازلاً در حضرت علم بر خود بشش
بصور اعیان و قابلیات و استعدادات ایشان۔ و دوم
تجلی شہادی وجودی کہ معبر میشود بفیض مقدس و آن عبارت
است از ظہور وجود حق سبحانہ تعالیٰ منصبغ باحکام و آثار
اعیان و این تجلی ثانی مترتب بر تجلی اول است و مظہر است مر کمالاتے را
کہ بتجلی اول در قابلیات و استعداد اعیان اندراج یافتہ بود۔

حق ہی سے مضاف ہونگے جانو — جز حق کے تو حق نہین کسیکو
اور بعض مقام مین ہے یہ بھی — جسکی توضیح شیخ نے کی
جو کچہ ہے مضاف حق سبحان — بس ہمارا وجود کا ہے فیضان
اور جو تابع وجود کے ہین — ثابت اعیان کی وجہ سے ہین
ہے ان مین جو اتفاق باہم — حق کی دو تجلّیان ہین مبہم
علمی عینی ہوئی جو پہلی — فیض اقدس ہے وہ تجلّی
یعنے اعیان کی صورتون مین — اُن کی سب قابلیّتون مین
ازلاً حق کا ظہور اس جا — ہے علم کے مرتبہ مین ہوتا
اور دوسری اوسکی جو تجلّی — ہوتی ہے شہادی و وجودی
موسوم باسم اصطلاحی — ہے فیض مقدس الٰہی
ظاہر ہے وجود حق سبحان — باحکم و اثر برنگ اعیان
پہلی یہ مرتب ہو کے بدلی — علمی عینی ہے یہ تجلّی

رباعی

یک جو ز تو نقش بستهٔ صد گونه گدا | یک جو ز نصیب هر یکی داده جدا

آن جود نخستین ازل بود و بر آن
این جود پسین است ترتّب ابدا

پس اضافت وجود و کمالات تابعه مر وجود را بحق سبحانهٗ تعالیٰ باعتبار مجموع تجلّیین است و اضافت وجود بحق و اضافتِ توابع آن - باعیان باعتبار تجلّی ثانیست زیراکه مترتب نمیشود بر تجلّی ثانی الّا افاضه بود بر اعیان و اظهار آنچه اندراج یافته بود در ایشان بمقتضای تجلّی اول -

اعیان میں جو پہلے مندرج تھے		ظاہر کئے یاں کمال ان کے
یک فیض سے تیری بادشہ جو		صد چند گدا کو ہیں عطا بخش
یک فیض لینے کی ادا سخاوت		ہر اک کو جدا بحسب قسمت
اول ازلی ہے فیض تیرا		آخر ابدی ہے فیض تیرا
پس تجلی وجود کے کمالات		تابع جو وجود کے ہیں بالذات
کچھ ہیں وجود حق سے نسبت		تجلی ہے اسطرف اضافت
حق یہ ہے کہ وجود حق تعالے		مجموع ہے دو تجلیوں کا
اور حق سے وجود کی اضافت	ق	اسکے تابع کی بھی اضافت
اعیان کیطرف اگر نہ ہوتی		سمجھو کہ ہے دوسری تجلی
ہے وجہ کہ دوسری تجلی		ہر گز ترتیب پر نہ ہوتی
جب تک پہلی کے مقتضا تھے		جو رنگ کہ اسمیں مندرج تھے
ہوتا نہ وجود کا جو فیضان		ہر گز ظاہر نہ ہوتے اعیان

رُباعی

بشنو سخنی مشکل و سرّی مغلق — هر فعل و صفت که شد باعیان ملحق
از یک جهت الجمله مضافست بما — وز وجه دگر جمله مضافست بحق

تذییل

چون مقصود ازین عبارات و مطلوب ازین اشارات تنبیه بود بر احاطهٔ ذاتی حق سبحانه تعالے و سریان نور او در جمیع مراتب وجود تا سالکان آگاه و طالبان صاحب انتباه بشهود هیچ ذات از مشاهدهٔ جمال ذات او ذاهل نشوند و بظهور هیچ صفت از مطالعهٔ کمال صفات او غافل نگردند۔ و آنچه مذکور شد در ادائ این مقصود کافی بود و تبیان این مطلوب وافی لاجرم برین قدر اقتصار افتاد و برین چند رباعی اختصار کرده شد۔

سن بات جو ادق بیان ہے　　اعیان کا جو فعل و وصف بیان ہے
اک وجہ سے ہی مضاف سب ہے　　اور دوسری وجہ سے ہی رب ہے

تذییل

مقصود یہ تھا عیار تو سے　　مطلوب یہ تھا اشعار تو سے
پائے تفہیم اس سے طالب　　جتنے ہیں وجود کے مراتب
ان سب میں ہے نور حق کا سریان　　ہے سب پہ محیط ذات سبحان
تا جتنے ہیں سالکان آگاہ　　پائیں وہ طلب کی اس سے کچھ راہ
جس ذات پہ وہ نظر اٹھائیں　　حق کا نہ جمال بھول جائیں
جسمیں جو وصف دیکھیں کامل　　ہوں حق کے کمال سے نہ غافل
مقصود اس میں جو کچھ تھا کافی　　مطلوب بیان ہے یہ وافی

تحریر کئے بس مختصر یہ تقریر
لکھیں چند رباعیات تحریر

رباعی

جامی تن زن سخن طرازی تا چند
افسون گری و فسانه سازی تا چند
اظهار حقایق بسخن هست خیال
ای ساده دل این خیال بازی تا چند

رباعی

در زنده فقر عیب پوشی بهتر
در نکته عشق تیز هوشی بهتر
چون زین سخن مقصود نقابیست
از گفت شنید با خموشی بهتر

رباعی

تا کی چو درا کرده فغان و خروش
یکدم بنشین زین هرزه درایی خاموش
گنجینه درهای حقایق نشوی
تا وا مکه چون صدف نگردی همه گوش

رباعی

ای طبع ترا گرفته وسواس سخن
صیاد اگر اهل دل است پاس سخن
کوتاهی زبان بکش تبعا سر خود
کین در نشود سفته بالماس سخن

جب لگ کہ سب سخن طرازی　　افسون گری و رفسانہ سازی
ظاہر سخن سے ہوں حقایق　　باتیں ہیں ہزار خیال ہی کے لایق
اس کے سادہ دل اشیل کی سب　　خاموش ارباب خیال سب تک
اس حرف قصہ مختصر میں ہر اس　　پوشیدہ جو عیب ہے تو بہتر
اس نکتہ کو سن تو یہاں کہنا　　بس عشق میں تیرا ہوش رہنا
مقصد یہ سخن کا ہے یو پردا　　باتوں سے تو ہے خموشی اولے
خاموش کہیں جو اس کے اندر　　افغان کیتے تک خروش تا چند
کیونکر اس گنج کے ہیں لالق　　کس طرح ملیں درِ حقایق
جب لگ کہ یہ تن صدف نہ ہوگا　　دُرِ عرفان بکف نہ ہوگا
ا سر سخن کا دل میں سودا　　دانش ہے تو رکھ سخن کا ہی پاس
اسرار دیکھو کہ نہ کھولو　　اس بات میں منہ سیں کچھ نہ بولو
واللہ یہ گوہر نہفتہ　　الماس سخن سے ہو نہ سفتہ

رباعی

یکلحظه بهر یکی به عیب اندر کش	وانگه نشنو از جمال عیب اندر کش
چون جلوهٔ آن جمال بیرون ز تو نیست	یا در دامان غیر عیب اندر کش

رباعی

ای کرده عمش اوفتاده چاک بکفن	آلوده مکن ضمیر پاکت بسخن
چون لال تو این بود درو گریز ازین	لب را مگشا به نطق خاکت بدهن

رباعی

جامی غم دوست بعالم ندهی	با هر که نه اوست شرح آن غم ندهی
مرغ غم او بحیله شد با ما رام	خاموش که مرغ رام را رم ندهی

تمت بالخیر

یہہ سخت تجھ جو دکہین ہوتی	باتون کی سوئی نہین دوتی
پردہ کو اوٹھا مٹکے تب غیب	جب دیکہہ جمال صورت غیب
ہے اسکا جمال تیرے اندر	وہ جلوہ نہین ہے تجہسے باہر
دامن مین پاؤن کو چہپالے	سر اپنا جیب مین جہکالے
غم مین جو ہوا ہے تو کفن چاک	دل اپنا نکر سخن سے ناپاک
خاموش جو ہو نجات ہے بہی	گو لگا جو بنے تو بات ہے بہی
لب کہول نہ تو کبہی سخن مین	مٹی پڑے اس تیرے دہن مین
جاتی اس دوست کا جو ہے غم	عالم کو مدد سے نہ کراسے کم
اس نبض مین بند بس زبان کہہ	جو غیر ہو اس سے تو نہان کہہ
اس مرغ کا خامشی جو ہے دام	حیلے سے ہمارا ہو گیا رام
جو رام ہوا اسکو رم نہ کیجیے	غفلت سے کہین اڑا نہ دیجیے

رباعیات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شجرۂ چشتیہ صابریہ عالیہ

مخمس بر غزل مولانا جامی علیہ الرحمہ

الٰہی از لطف پیر اصغر مرا بکن پاک از من و ما
بحق خواجہ مودود دین پناہ وسیلہ پاک رسول ما

بعین الطاف چشتیم دل را بنور شمس تو منور فرما
أحن شوقا إلى ديار لقيت فيها جمال سلمى

کہ می رسد زان نواحی نوید لطفی بجانب ما

بحق حافظ و پیر اعظم دلم تر اکن بعز عالی
بنام شیخم کرامت گزیدہ علم بشنا بو العالی

بلطف سالم وجہای شیران بمن نما حسن لایزالی
ثبت عشق فی قلبی و فی فصلہ حالی الاطیبا

کہ نیم آخر طبیب وصلت مریض خود را کہ رسد دوا

مرا تو داور دستگیری من چہ باشد تو مرا زاد
بہمت بو سعید و الابد الٰہی مرا بکن زیادہ

خبا شباب دقیق شہو و لونی این غریب خیر باد
بوادی غم متحیر دو نرم نامدہ فترت زر دستانہ

نه بخت یاور نه عقل رهبر نه تن توانا نه دل شکیبا

نظام [۱۲] المخلیست لیلی من نه جستم من به اوست محمل | جمال حق شد جلال [۱۳] محمود وهم ز قد [۱۴] دوش سعید حاصل

محمد [۱۵] عارف چو آئینه شد دعا نوا [۱۶] عه بحسن کامل | زهی جمال تو قبله جان کریم کوئی تو کعبهٔ دل

فان سجدنا الیک نسجد و ان سعینا الیک نسعی

بذوق عبد الحق [۱۷] ردولی علاء [۱۸] الدین تو مران زمن | ز شمس [۱۹] دین گشته است صابر [۲۰] بمجاورم من بگو کلیر

عطا کنید چون فرید [۲۱] بهار لطف گنج نبات و شکر | اگر بجرمم برانی از در روا کجا [illegible]

قسم بجانت که بر ندارم سرارادت ز خاک آن پا

به قطب [۲۲] دین بختیار کاکی معین [۲۳] دین گفت سر باطن | رسید عثمان [۲۴] شاه هارون ز مهر حاجی شریف [۲۵] زندنی

ز خواجه [۲۶] مودود ناصر [۲۷] الدین بو [۲۸] محمد شده مبین | ز سر عشق تو بو ساکن بان ارباب

ز بی زبانی غم نهانی چنانکه دانی شد آشکارا

به بخت نازم ز خواجه احمد [۲۹] کبو اسحاق [۳۰] شد رسائی | خوش است ز دیکه علو ممشاد [۳۱] دان آن شیخ ابلو دکی

دلم ربودی حذیفه مرعشی [۳۲] بلطف ادهم [۳۴] زد لربائی | بناز گفتی فلان کجائی چه بو حال تو بی من جدائی

مرضت من عشقا و مت من هجر فکیف نشکو الیک شکوا

تضییق واعد حسن بصیری بخیمه شکنان بها
دل محمد نما سهر بید که رو گشت و ایمن ناو لوا

چه دور و نزدیک لیست بالحجه سحر اچه بر زبان گو
بر آستانت کینه جامی مجال بعد از ...

بکنج فرقت نشسته حیران بکوی محنت گرفته ماوا

صحت نامہ سوانح جامی تجلیات دل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۹	امیددون	امیدون	۳۳	۵	کتاب ر	کتاب
۵	۸	تۂ	پۂ	۳۶	۵	نسبتاین شرایفہ	نسبت شریفہ
۹	۱۰	یکھہ	سمجھہ	۳۶	۱۰	بطالت	بیطالت
۱۱	۵	سستی	مستی	۳۷	۷	مصرف	مصروف
۱۳	۱۱	روشنی	روشن	۴۰	۶	اخیار	اغیار
۱۶	۷	نغمہ ران	نغمہ زن	۴۳	۳	باقی اللہ اللہ	باقی اللہ
۱۶	۱۰	نغمہ ر	نغمہ	۴۳	۸	فنا رزفنا	فنا ز فنا
۱۸	۲	توانگر	تونگر	۴۶	۲	ظہور ر	طیور
۲۲	۴	احیاب	احباب	۴۷	۳	بہی	بھی
۲۳	۱۰	نہی	نتھی	۴۷	۴	حالی	خالی
۲۴	۸	مین	بین	۵۲	۱۰	قوتی	فوقی
۲۴	۸	اسکا	جسکا	۵۲	۱۰	نہ نکہت	و نہ نکہت
۳	۱۰	[illegible]	کی	۵۴	۳	صبغۃ	صبغۃ
۴	۱۱	[illegible]	دیکان	۶۱	۳	کیفیت	کیفیت
۴	۲	[illegible]	دین	۶۱	۱۰	بجاوہ	جلوہ
۵	۹	[illegible]	پہوٹی	۶۲	۴	مستنبع	مستنبع
۶	۳	رسم	نرسم	۶۳	۱	ذاتی	فواتی
۱۸	۲	درددل	دردل	۶۳	۱۱	نسبت	نسبت
	۴	تیرسے مین	تیرے دل مین	۶۵	۳	ذات	ذاتہ
	۹	مین ہے حقیقت	مین حقیقت	۶۵	۵	[illegible]	[illegible]
[illegible]	۲	صباحت چہ گنتی	سیاحت خدچہ گی	۶۶	۲	تو	[illegible]
۳۱	۶	انسان سے	انسان مین	۶۶	۷	القصاف	[illegible]
۳۱	۷	[illegible]	[illegible]	۶۵	۱۰	[illegible]	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۲	۱۰	مخالی	مجالی
۴۳	۲	نیرت	صورت
۷۴	۷	جمایکہ	حملیکہ
۷۶	۸	ہرستان	ہرشان
۷۶	۲	کمال قال	کما قال
۷۹	۴	ہستی	ہنسی
۷۹	۶	گریہہ جملہ	یہہ جملہ
۸۰	۲	حقیقت و	حقیقت
۸۰	۳	جود	وجود
۸۰	۶	بشہوند	بشنوند
۸۲	۷	تفحص	تصفح
۸۴	۲	وحدیت	وحدت
۸۴	۱۰	شود	نشود
۸۶	۲	یلایق	یلیق
۸۷	۷	جزوکل	جزو و کل
۸۹	۳	عمر	عمرو
۸۹	۵	عمر	عمرو
۸۹	۹	ہوپلید	ہوگیا پلید
۸۹	۱۰	ہر	پر
۹۱	۱	چمک	چمکے
۹۰	۷	نہ	بہ
۹۰	۸	باز	از
۹۲	۵	توبتو	بتو
۹۲	۶	مستلزم	مطلق مستلزم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۰	۲	ہذہ لاعتبارات	ہذہ الاعتبارات
۷۳	۱	ہ	[illegible]
۱۰۵	۶	ہرایک	ہرآک
۱۰۵	۷	ہرایک	ہرآک
۱۰۵	۸	مین	ہین
۱۰۹	۴	تعوت	نعوت
۱۱۱	۴	ہے	ہین
۱۱۱	۷	کی ہستی	کی ہے ہستی
۱۱۳	۱۰	پس	بس
۱۱۶	۱۲	اندسے	اندروکے
۱۱۷	۶	اورتبات	اورزنبات
۱۱۹	۴	مین	ہین
۱۱۹	۱۰	مین ظاہر	مین ہے ظاہر
۱۲۰	۵	سرایں	سرحرف این
۱۲۰	۹	حق	خلق
۱۲۰	۱۰	باطر	باطن عالم
۱۲۱	۱۰	پاتاہے	پایاہے
۱۲۲	۱	ہے	بے
۱۳۲	۱۱	درآسے	
۱۳۳	۷	دائیمادر	د
۱۳۴	۸	کاراند	درا
۱۳۵	۴	مین	ہی
۱۳۸	۱	تعینے	ز
۱۳۸	۲	ہذا الا	ھکذ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۶	۱۰	تمیرے	سیرت	۱۳۹	۱	مقصود	مفقود
۹۷	۱۰	ترے	تری	۱۴۱	۵	بن	ہیں
۱۴۲	۴	له النق	له النطق	.	.	.	.
۱۴۲	۱۲	بغیہ	بغیر	.	.	.	.
۱۴۲	۹	فضول	فصول	.	.	.	.
۱۴۲	۵	لهکذا	بکذا	.	.	.	.
۱۴۳	۴	ندرسے	زرہ ئے	.	.	.	.
۱۴۷	۷	فتولات	فضوات	.	.	.	.
۱۵۰	۱۱	بجر	بحر	.	.	.	.
۱۵۷	۱	المربها	لمربها	.	.	.	.
۱۵۹	۸	بما	وما	.	.	.	.
۱۶۲	۷	غیر	غیر	.	.	.	.
۱۶۴	۱۱	سر	سیر	.	.	.	.
۱۶۶	۳	تابعت	انبعث	.	.	.	.
۱۶۸	۱	وجود علم	وجود وعلم	.	.	.	.
۱۶۸	۱۰	ار	از	.	.	.	.
۱۷۰	۴	نفو	نفوذ	.	.	.	.
۱۷۵	۱	اکا	ابن	.	.	.	.
۱۷۶		شرد	شد	.	.	.	.
۱۷	.	منصبع	منصبغ	.	.	.	.
		اواست	اول است	.	.	.	.
		عینی	غیبی	.	.	.	.
		عین	بے عین	.	.	.	.
		اجراشد	ماجرا باشد از قدم	.	.	.	.
		[illegible]	[illegible]				

صفحه	سطر	غلط	صحیح	صفحه	سطر	غلط	صحیح
۱۴۹	۱۳	مے	[illegible]	•	•	•	•
۱۸۳	۹	شر	[illegible]	•	•	•	•

ق ۵۲۱۰
۷۱۰

22 7/99

5

17

UNIVERSITY OF TORONTO
3 1761 01170521 7

BP
189
J3
1912